Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

کشمیرالیوم

ماھنامہ

(رجسٹرڈ)

جلد نمبر 20، شمارہ نمبر 11، جون 2023ء ذوالقعدہ/ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ

مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی

حامد میر

سرور منیر راؤ

رُباب عائشہ

عاصم قدیر رانا

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں و کشمیر : غازی محمد اعظم

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیو یارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابو حماد

کمپوزنگ :

منیجر فائنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

اس شمارے میں

اداریہ	کشمیر۔۔۔ہم کہاں کھڑے ہیں!!!	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	3
گرداب	مودی کے انجام کا آغاز	سید عارف بہار	4
اظہار خیال	سرینگر میں جی 20 اجلاس	محمد شہباز بڈگامی	6
فکر و نظر	مستقبل کی ماؤں سے مکالمہ	شہزاد منیر	9
نظم	وادی کشمیر	حق نواز/اعجاز نازکی	12
شخصیات	فکر مودودیؒ کی آبیاری اور تحریک آزادی	اویس بلال	13
حالات حاضرہ	مقبوضہ کشمیر کے موجودہ حالات	عروج آزاد	16
تاریخ کے جھروکوں سے	کیا مسافر تھے جو اس راہ گزر سے گزرے	راشد مشتاق	17
گوشہء اسلام	دجال کون؟	ڈاکٹر عبدالرؤف	18
تحقیق	موجودہ دور میں حکومت الٰہیہ	انجینئر عدنان الوہاب خان	20
آئینہ	سرینگر میں جی 20 اجلاس	انجینئر حمزہ محبوب	23
داستان حجازی	راہ حق میں ہوئے میرے حادثے کی کہانی!!	وسیم حجازی	27
کشمیر کے شب و روز	معرکے۔۔۔	ہمایوں قیصر	30

ماہنامہ کشمیر الیوم میں شائع ہر کالم، کالم نگار کی ذاتی آراء پر مبنی ہوتا ہے، جس سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں (چیف ایڈیٹر)

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقامِ اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

قیمت 40 روپے، سالانہ زرتعاون 400 روپے

خط و کتابت اور رابطہ کیلئے: دفتر ماہنامہ "کشمیر الیوم" NA/300-A نیو ملپور ڈبل روڈ راولپنڈی Kashmirulyoum2014@gmail.com, 051-4934369

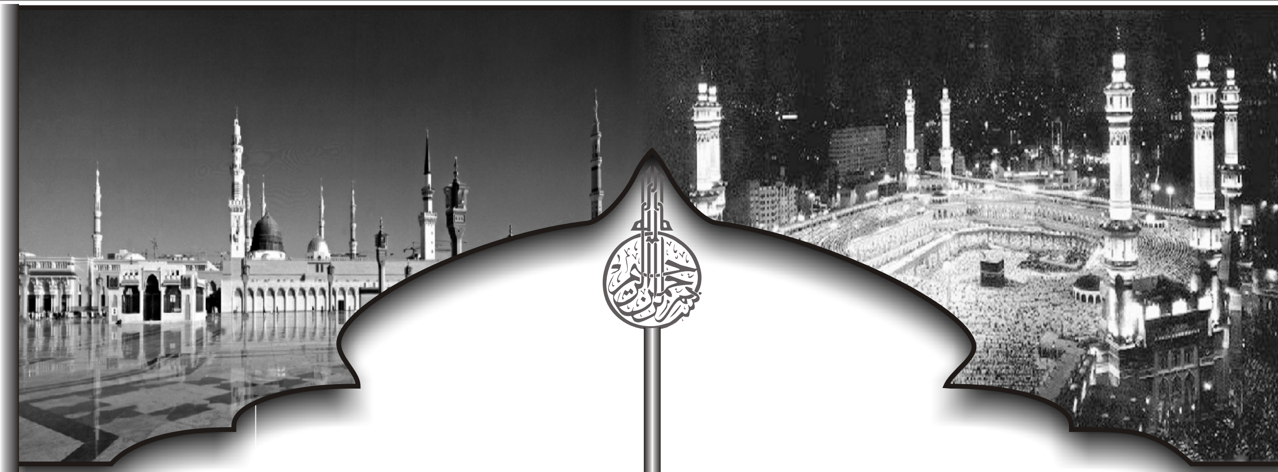

القرآن

یقیناً اللہ نہایت قابلِ تعریف اور بڑی شان والا ہے!!!

مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھتے تو وہ ان سے مشتبہ ہو گیا اور دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگا۔ انہوں نے کہا ''ڈرو نہیں، ہم تو لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ''۔ ابراہیمؑ کی بیوی بھی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ یہ سن کر ہنس دی۔ پھر ہم نے اس کو اسحاقؑ کی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری دی۔ وہ بولی ''ہائے میری کم بختی! کیا اب میرے ہاں اولاد ہوگی جبکہ میں بڑھیا بانجھ ہوگئی اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہو چکے؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے''۔ فرشتوں نے کہا ''اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ ابراہیمؑ کے گھر والو، تم لوگوں پر تو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، اور یقیناً اللہ نہایت قابلِ تعریف اور بڑی شان والا ہے''۔ پھر جب ابراہیم کی گھبراہٹ دور ہوگئی (اور اولاد کی بشارت سے) اس کا دل خوش ہو گیا تو اس نے قوم لوط کے معاملہ میں ہم سے جھگڑا شروع کیا۔ حقیقت میں ابراہیمؑ بڑا حلیم اور نرم دل آدمی تھا اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتا تھا۔ (آخرِ کار ہمارے فرشتوں نے اس سے کہا) '' اے ابراہیمؑ، اس سے باز آجاؤ، تمہارے رب کا حکم ہو چکا ہے اور اب ان لوگوں پر وہ عذاب آکر رہے گا جو کسی کے پھیرے نہیں پھر سکتا''۔ اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس پہنچے تو ان کی آمد سے وہ بہت گھبرایا اور دل تنگ ہوا اور کہنے لگا کہ آج بڑی مصیبت کا دن ہے (ان مہمانوں کا آنا تھا) اس کی قوم کے لوگ بے اختیار اس کے گھر کی طرف ڈوڑ پڑے۔ پہلے سے وہ ایسی ہی بدکاریوں کے خوگر تھے۔ لوط نے ان سے کہا بھائیوں یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لئے پاکیزہ تر ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں؟''

سورہ ہود آیت نمبر 70 تا 78 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الحدیث

جب اسلام کا قلادہ گردن سے نکل جائے!!!

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے شرم و حیاء کو نکال لیتا ہے، پھر جب حیاء اٹھ جاتی ہے تو اللہ کے قہر میں گرفتار ہو جاتا ہے، اور اس حالت میں اس کے دل سے امانت بھی چھین لی جاتی ہے، اور جب اس کے دل سے امانت چھین لی جاتی ہے تو وہ چوری اور خیانت شروع کر دیتا ہے، اور جب چوری اور خیانت شروع کر دیتا ہے تو اس کے دل سے رحمت چھین لی جاتی ہے، اور جب اس سے رحمت چھین لی جاتی ہے تو تم اسے ملعون و مردود پاؤ گے، اور جب تم ملعون و مردود دیکھو تو سمجھ لو کہ اسلام کا قلادہ اس کی گردن سے نکل چکا ہے''۔

سنن ابن ماجہ

قیامت کی نشانیوں کا بیان!!!

حذیفہ بن اسید ابوسریحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) اپنے کمرے سے جھانکا، اور ہم آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں: سورج کا پچھّم سے نکلنا، دجال، دھواں، دابۃ الارض (چوپایا)، یاجوج ماجوج، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول، تین بار زمین کا خسف (دھنسنا): ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں، ایک آگ عدن کے، ایک گاؤں ابین کے کنویں سے ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی جانب ہانک کر لے جائے گی۔

سنن ابن ماجہ

کشمیر۔۔۔ہم کہاں کھڑے ہیں!!!

موجودہ صورتحال پر کشمیرالیوم کے مستقل اور مایہ ناز کالم نگار محمد احسان مہر نے بہت ہی معصومانہ انداز میں مملکت پاکستان کے حکمرانوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ سخت ترین حالات میں بھی کس طرح اپنے مطلوبہ اہداف حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ لکھتے ہیں" گاؤں میں اللہ بخش مچھلیاں پکڑنے کے حوالے سے کافی مقبول تھے۔ اُن دنوں گاؤں کی زمین کو نہری پانی سے سیراب کرنے والے(کھال) نالے کچے ہوتے تھے، اللہ بخش ان (کھالوں) کے ناموں کے ساتھ یہ بھی جانتے تھے کہ کس کھال میں کن دنوں مچھلیاں مل سکتی ہیں۔ رائیے والا کھال بڑی مچھلیوں کے حوالے سے جانے جاتے تھے، گاؤں کے اکثر نوجوان اللہ بخش کو اپنے ساتھ رکھتے اور خوب جی بھر کر شکار کرتے۔ قسمت کا کرنا ایسا ہوا کہ اللہ بخش جوان عمر میں ہی کسی موذی مرض کا شکار ہو کر آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے، لیکن مچھلیوں کے شکار کے پسندیدہ مشغلے میں کوئی کمی نہ آئی، وہ دوسرے لڑکوں سے کہتا کہ مجھے ساتھ لے کر چلو میں تمیں بتاؤں گا کہ کہاں ہمیں مچھلیاں مل سکتی ہیں، اور اللہ بخش اپنے تجربہ کی بنیاد پر پانی کی مخصوص بُو سے اندازہ لگا لیتا کہ اس پانی میں مچھلیاں مل سکتی ہیں یا نہیں، یوں سب کا بہت سا قیمتی وقت بچ جاتا اور وہ خوب شکار کر کے واپس آتے۔ سادہ الفاظ میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ بینائی سے محروم ہونے کے باوجود اللہ بخش کی سیاسی، سفارتی اور خلاقی حمایت مچھلیاں پکڑنے والے نوجوانوں کے ساتھ ہوتی۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے، کشمیریوں کو بھی کسی اللہ بخش کے کردار کی ضرورت ہے۔ موصوف نابینا ہو کر بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کے کمالات دکھاتا رہا، ایک ہم ہیں 75 سال سے کشمیریوں کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت کے دعوے کے ساتھ کھڑے ہیں، اور کشمیری بھارت کے پنجہ استبداد میں مزید جکڑے جا رہے ہیں، کون سا ظلم ہے جو بھارت نے کشمیریوں پر نہیں کیا؟ نہتے نوجوانوں کی شہادتیں، عفت مآب بہنوں کی آبروریزی ،کریک ڈاؤن کے دوران گھروں اور املاک کو جلانا، خواتین کو تشدد کا نشانہ بنانا، بے گناہ کشمیریوں پر ٹارچر اور حریت رہنماؤں کو نظر بند کرنا، سارے حربے آزمانے کے بعد بھارت سمجھتا ہے کہ اب دنیا کو باور کرایا جا سکتا ہے کہ کشمیر میں حالات معمول کے مطابق ہیں، بھارت کی خوش فہمی کی انتہا دیکھئے کہ اس نے مقبوضہ کشمیر کے مرکزی شہر سرینگر میں 22 مئی کو جی 20 ممالک کی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ کیا دنیا بھول گئی ہے۔۔؟ کہ بھارت نے اقوام متحدہ اور عالمی برادری سے کشمیریوں کو حق خودارادیت کا موقع دینے کا وعدہ کیا ہے، اب وہ جی 20 ممالک کا سربراہ ہونے کی حیثیت کا ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا جسے پاکستان کے بعد چین نے بھی اس کانفرس کا بائیکاٹ کر کے اس کی ساری اُمیدوں پر پانی پھیر دیا، چین عالمی سطح پر خودمختار اور آزاد پالیسی کا حامی ہے، اور علاقائی ممالک اس کے ساتھ کھڑے ہیں یہی وجہ ہے کہ چین کے بائیکاٹ کے بعد اہم ترین ممالک سعودی عرب، ترکیہ، مصر اور انڈونیشیاء نے بھی اس کانفرنس میں شرکت سے معذرت کر لی۔ سوال یہ ہے کہ بھارت کب تک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتا رہے گا؟ اقوام متحدہ اور عالمی برادری بھارت کے غیر قانونی اور غیر آئینی اقدامات کا کب نوٹس لے گی؟ انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں سوئے ہوئے عالمی ضمیر کو بیدار کرنے میں کب کامیاب ہونگی؟ پاکستان کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت کا جادو کشمیریوں کو کب نظر آئیگا؟ جی 20 ممالک کانفرنس کا بائیکاٹ کر کے چین نے ساتھ دے کر عالمی برادری کو بڑا واضح پیغام دیا ہے، کہ چین پاکستان کے ساتھ کھڑا ہے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر علاقائی مسائل حل کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔ اللہ بخش مچھلیوں کے تالاب میں سکوت کی صورت میں جب کسی نتیجے پر پہنچنے میں دقت محسوس کرتا تھا تو وہ اپنے قد سے بھی بڑا لٹھ جو اپنے ساتھ رکھتا تھا پانی پر اس زور سے مارتا کہ تالاب میں ہیجان پیدا ہو جاتا جس سے وہ بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا، اللہ بخش نابینا تھا لیکن اس میں جذبہ تھا، اسے اپنے مقصد سے لگن اور محبت تھی۔ اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ نے اللہ بخش کی تلاش میں نکلنا ہے یا موجوہ صلاحیت پر انحصار کرنا ہے؟ دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو فہم و فراست، تدبر اور عقل سلیم عطاء فرمائے" (آمین)

(نوٹ۔۔۔یہ پورا اداریہ کشمیرالیوم کے مستقل کالم نگار جناب محمد احسان مہر کی تحریر پر مبنی ہے۔۔۔)

مودی کے انجام کا آغاز؟

سید عارف بہار

بھارت کی جنوبی ریاست کرناٹک میں حکمران جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کو شکست ہوئی ہے اور کانگریس پارٹی نے میدان مار لیا ہے۔ کرناٹک کی ریاستی اسمبلی کے یہ انتخابی نتائج اس لحاظ سے اہم ہیں کہ یہ جنوبی بھارت کی وہ واحد ریاست تھی جہاں بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت قائم تھی اور یہ کہ ریاستی اسمبلی کے ان انتخابات کے بعد اگلے برس بھارت میں عام انتخابات ہو رہے ہیں۔ اگلے انتخابات کے بعد کانگریس اپنی مردہ سیاست کے تن میں جان ڈالنے کی سرتوڑ کوششیں کر رہی ہے۔ راہول گاندھی نے ملک گیر بھارت جوڑو یاترا کے ذریعے اپنی جماعت کی بحالی اور گری ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کی ایک کوشش کی ہے۔ کرناٹک میں مسلمانوں کی آبادی تیرہ فیصد ہے۔ کانگریس نے ایک بار پھر مسلمان ووٹر کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی ہے جس مسلمان ووٹر کو بھارتیہ جنتا پارٹی نے یا تو دھتکار دیا تھا یا اسے قطعی طور پر اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اس انتخاب میں مسلمان ووٹر کے تنِ مردہ میں بھی ایک جان سی پڑ گئی اور ان انتخابات میں کانگریس کے ٹکٹ پر نو مسلمان امیدوار کامیاب ہوگئے۔ بی جے پی نے مسلمانوں کو سیاسی منظر سے لاتعلق کر دیا تھا۔ بی جے پی کی اس پالیسی کے باعث بھارت کا مسلمان ووٹر خود کو بے اثر اور تنہا سمجھنے لگا تھا۔ مسلمان ووٹر کی اس کمی کو دور کرنے کے لئے بھارتیہ جنتا پارٹی نے ہندوتوا کا نفرت کارڈ پوری قوت سے کھیلا تھا۔ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف نفرت کی لہر اُٹھا کر ہندوؤں کے جذبات کے دھارے کو اپنی جانب موڑا تھا۔ بی جے پی نے حجاب، ٹیپو سلطان، لو جہاد اور نجانے کونسے موضوعات کو انتخابی ایشو بنا کر ہندوتوا لہر اُٹھانے کی کوشش کی جو ناکام ہوگئی۔ ان انتخابات میں مودی کی شعلہ بیانی بھی ووٹر کو دل نہ لبھا سکی۔ کرناٹک کی جیت کے بعد جنوب میں کانگریس کی ریاستی حکومتوں کی تعداد سات ہوگئی۔ کرناٹک وہ واحد جنوبی ریاست تھی جہاں بی جے پی کی حکومت تھی اور اب یہ جماعت اس آخری مورچے سے بھی محروم ہوگئی۔ کانگریس نام کی حد تک ہی سیکولرازم کی علمبردار تھی بھارتیہ جنتا پارٹی کے ہاتھوں چاروں شانے چت ہو کر مضمحل اور درماندہ حال ہو کر رہ گئی تھی۔ مودی کی پالیسیوں نے مغرب میں خطرے

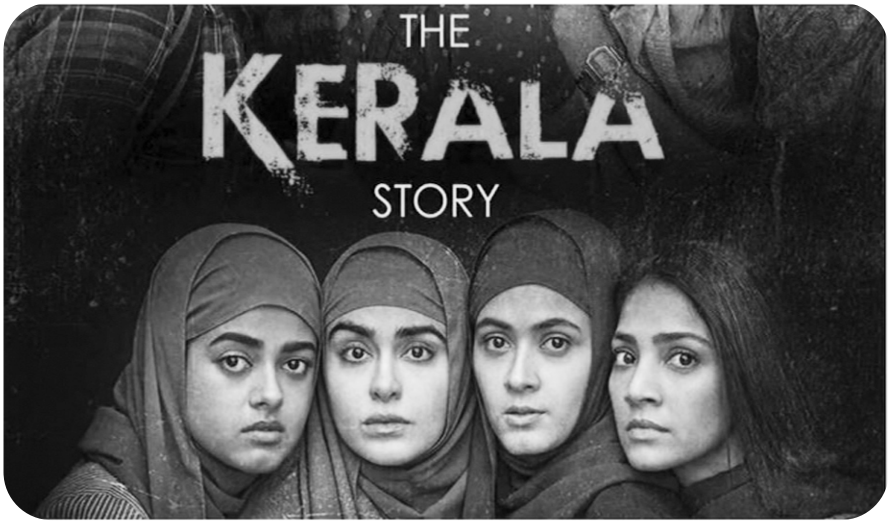

کی گھنٹیاں بجا دی تھیں اور مغرب کے حلقوں میں یہ سوال اُٹھائے جانے لگے تھے کہ کیا نریندر مودی کی حکومت بھارت میں ایک فاشسٹ راج پر منتج ہوگی۔ اس دور میں مسلمانوں سمیت تمام اقلیتوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جا رہا تھا اس نے بھارت میں معاشرتی تقسیم کی لکیروں کو بھی گہرا کر دیا تھا۔ اسی لئے مغرب میں نریندر مودی کی پالیسیوں کو محتاط انداز سے ہدف تنقید بنایا جا رہا تھا۔ کانگریس کی واپسی کے لئے بھی مغربی میڈیا میں ایک نرم گوشہ محسوس کیا جانے لگا تھا۔ چھ کروڑ آبادی کی ریاست کرناٹک میں ہندوتوا اور نفرت اور انتہا پسندی کے نعروں کے باوجود بھارتیہ جنتا پارٹی کو شکست ہوئی اور یوں یہ بی جے پی کے ہاتھ سے ہندوتوا کارڈ کے گرنے کے مترادف ہے اس کے باوجود یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ بی جے پی کا ہندوتوا اور ہندو راشٹریہ کارڈ عام انتخابات میں کلی طور پر غیر موثر اور متروک ہو جائے گا۔ جنوبی بھارت میں یوں بھی بھارتیہ جنتا پارٹی کا اثر زیادہ نہیں تھا صرف کرناٹک ہی وہ واحد ریاست تھی جہاں اس کا اقتدار قائم تھا۔ اب جنوبی بھارت کے لوگوں نے بی جے پی کے نفرت کارڈ کو مسترد کیا مگر باقی ملک میں بھی اس کی پیروی

بی جے پی نے مسلمانوں کو سیاسی منظر سے لاتعلق کر دیا تھا۔ بی جے پی کی اس پالیسی کے باعث بھارت کا مسلمان ووٹر خود کو بے اثر اور تنہا سمجھنے لگا تھا۔ مسلمان ووٹر کی اس کمی کو دور کرنے کے لئے بھارتیہ جنتا پارٹی نے ہندوتوا کا نفرت کارڈ پوری قوت سے کھیلا تھا۔ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف نفرت کی لہر اُٹھا کر ہندوؤں کے جذبات کے دھارے کو اپنی جانب موڑا تھا۔ بی جے پی نے حجاب، ٹیپو سلطان، لو جہاد اور نجانے کونسے موضوعات کو انتخابی ایشو بنا کر ہندوتوا لہر اُٹھانے کی کوشش کی جو ناکام ہوگئی

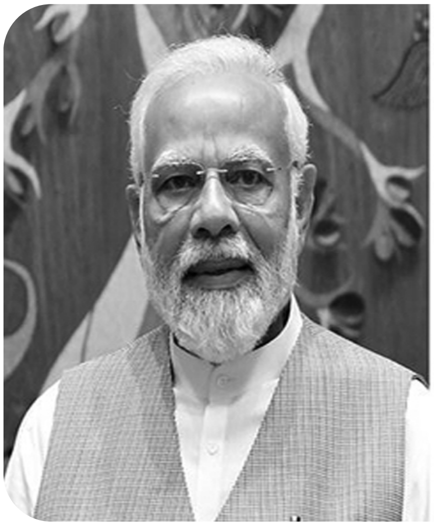

ہوگی اس بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔کانگریس اپنے جواں سال گاندھی چہروں راہول گاندھی اور پریانکا گاندھی کے ذریعے اپنی بحالی کی سرتوڑ اور فیصلہ کن کوششوں میں مصروف ہے اور مغرب میں ان کی بات اب کسی حد تک سنی جا رہی ہے۔مغرب اب انہیں متبادل کے طور پر دیکھنے لگا ہے مگر بھارتی ووٹر کا دل پسیجتا ہے یا نہیں اس کا فیصلہ ابھی باقی ہے۔مغربی میڈیا میں کانگریس کے لیے ہمدردی کے جذبات واضح طور پر محسوس کئے جا رہے ہیں۔مودی نے ان انتخابات میں مسلمان مخالف کارڈ کھیلنے کی بھرپور کوشش کی اور دیوتا ہنومان کا نعرہ لگانے کے ساتھ ساتھ مسلمان مخالف فلم کیرالہ سٹوری کی تعریف کی۔اس فلم میں مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کیا گیا کہ وہ ہندو لڑکیوں کو اپنے دام محبت میں پھنسا کر اسلام قبول کراتے ہیں۔اس کامیابی کے بعد راہول گاندھی نے دہلی میں کہا ہے کہ نفرت کا بازار بند کر دیا گیا ہے۔کانگریس نے مسلمان ووٹر کو دوبارہ مجتمع کر کے انتہا پسندی کی لہر کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی جہاں بی جے پی ایک مسلمان مائنڈ سیٹ پیدا کر چکی ہے ۔یہاں کانگریس پر مسلمان دوستی کا ٹھپہ اس کے گلے بھی پڑ سکتا ہے۔لوک سبھا انتخابات میں بھی کانگریس اپنی اس حکمت عملی کو آگے بڑھانے کی کوشش کرے گی مگر یہ پالیسی ان علاقوں میں ردعمل کو بھی جنم دے سکتی ہے جو بی جے پی کے گڑھ ہیں اور ہے۔بھارت کا مجموعی سیاسی مزاج اب مودی کی پیدا کردہ مسلمان دشمنی سے فوری مسلمان دوستی پر ٹیون ہونا اب آسان نہیں رہا۔اگر یہ شکست نریندر مودی کے انجام کا آغاز بنتی ہے تو کانگریس کے آنے کے بعد بھارت کی کشمیر پالیسی کیا رہتی ہے ہمارے لئے یہ سوال اہم ہے۔اس وقت بھارت کی پالیسی میں کسی بڑی تبدیلی اور بریک تھرو کی توقع نہیں مگر ساری توجہ اس بات پر ہے کہ بھارت کی کوئی حکومت کشمیر پر مارے جانے والے شب خوں کا ازالہ کرتی ہے یا نہیں۔فاروق عبداللہ اور محبوبہ مفتی راہول گاندھی سے کچھ امیدیں لگائے بیٹھے ہیں اسی لئے انہوں نے راہول کی بھارت جوڑو یاترا میں کشمیر پہنچنے پر ان کا استقبال کیا تھا۔کشمیر پر بھارت کی پالیسی کو قریب سے دیکھنے والے تجزیہ نگاروں کے مطابق بی جے پی کے زوال کا عمل پھیلنے بڑھنے اور تکمیل تک پہنچنے کے باوجود بھارت کی پالیسی میں کسی بڑی تبدیلی کا امکان نہیں کیونکہ بھارت پر باہر سے کوئی دباؤ ہی نہیں۔صرف کشمیری عوام بھارت کے اس فیصلے کے خلاف کھڑے ہیں اور وہ اس موقف میں تنہا ہیں۔

چھ کروڑ آبادی کی ریاست کرناٹک میں ہندوتوا اور نفرت اور انتہا پسندی کے نعروں کے باجود بھارتیہ جنتا پارٹی کو شکست ہوئی اور یوں یہ بی جے پی کے ہاتھ سے ہندوتوا کارڈ کے گرنے کے مترادف ہے اس کے باوجود یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ بی جے پی کا ہندوتوا اور ہندو راشٹریہ کارڈ عام انتخابات میں کلی طور پر غیر موثر اور متروک ہو جائے گا

جناب سید عارف بہار آزاد کشمیر کے معروف صحافی دانشور اور مصنف ہیں۔کئی پاکستانی اخبارات اور عالمی شہرت یافتہ جرائد میں لکھتے ہیں۔تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کا الحمدللہ پورا حق ادا کر رہے ہیں۔کشمیر الیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

سرینگر میں جی 20 اجلاس بھارت کیلئے ایک بڑا دھچکا

جی 20 اجلاس میں چین اور دیگر ممالک کا بائیکاٹ مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مگر حریت پسند عوام کے ساتھ یکجہتی کیلئے ایک بہادرانہ اقدام ہے

بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ متنازعہ خطے میں جی 20 اجلاس کا انعقاد اقوام متحدہ کی ساکھ کو مجروح کرنے کے مترادف تھا

سرینگر میں جی 20 اجلاس کا انعقاد ہی بھارت کا دوغلا پن ثابت کرتا ہے۔ یہ مذموم حربہ زمینی حقائق کو تبدیل نہیں کرسکتا

22 مئی کو پورے مقبوضہ کشمیر میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ بھارتی فوجیوں اور ان کی گاڑیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا

بھارتی مبصرین بھی بول اٹھے کہ کانفرنس میں بھارتی کمانڈوز کی تعیناتی اور چار دائروں پر مشتمل سیکورٹی حصار سے دنیا کو کیا پیغام گیا

محمد شہباز

مقبوضہ جموں وکشمیر پر اپنے غاصبانہ اور ناجائز قبضے کو دوام بخشنے کی بھارتی کوششوں کو شدید دھچکا لگا ہے کیونکہ G20 ممالک کے متعدد سربراہاں اور وفود نے سرینگر میں منعقدہ اجلاس میں شرکت نہیں کی تھی۔ چین نے متنازعہ علاقے میں اجلاس منعقد کرنے کی سختی سے مخالفت کرتے ہوئے مقبوضہ جموں وکشمیر میں G20 اجلاس کا بائیکاٹ کرنے کی پہل کی تھی۔ جس سے بھارت کو سفارتی دھچکا پہنچا ہے۔ چین، ترکیہ، سعودی عرب، انڈونیشیا، مصر اور میکسکو سرینگر میں منعقدہ جی 20 اجلاس سے پہلے دستبردار ہوئے۔ سرینگر میں جی 20 اجلاس کا چین اور دیگر ممالک کا بائیکاٹ مقبوضہ جموں وکشمیر کے مظلوم مگر حریت پسند عوام کے ساتھ یکجہتی کیلئے ایک بہادرانہ اقدام ہے۔ بہت سے ممالک کی طرف سے سرینگر میں G20 اجلاس کے بائیکاٹ کو مقبوضہ جموں وکشمیر پر اپنے غیر قانونی اور ناجائز قبضے کو طول دینے کی ناکام بھارتی سفارتی کوششوں کے طور پر اب دیکھا جا رہا ہے۔ برطانوی اخبار دی گارڈین نے لکھا ہے کہ G20 فورم کی بھارتی صدارت تنازعات میں گھری ہوئی ہے کیونکہ چین اور دیگر ممالک نے مقبوضہ جموں وکشمیر میں فورم کی تقریب کا مکمل بائیکاٹ کیا تھا۔ سرینگر میں جی 20 اجلاس کا انعقاد ہی بھارت کا دوغلا پن ہے اور یہ مذموم حربہ مقبوضہ جموں وکشمیر میں زمینی حقائق کو بدل نہیں سکتا۔ صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس (Committee to Protect Journalists) کا بھی عین اجلاس کے موقع پر کہنا تھا کہ ایک جانب جب بھارت نے سرینگر میں جی 20 سربراہی اجلاس کا انعقاد عمل میں، تو دوسری جانب مقبوضہ جموں وکشمیر میں آزادی صحافت پر حملے بھی جاری ہیں۔ بھارت نے مقبوضہ جموں وکشمیر میں G20 اجلاس سے پہلے ہی بڑے پیمانے پر گرفتاریوں، چھاپوں، تلاشیوں، ڈرون کیمروں کے ذریعے نگرانی اور ظلم وستم کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ دو ہزار سے زائد حریت رہنماؤں اور نوجوانوں کو گرفتار کر کے عقوبت خانوں میں بند کیا گیا۔ جی 20 اجلاس سے پہلے ہی پورے مقبوضہ کشمیر بالخصوص سرینگر کو فوجی چھاونی میں تبدیل کیا گیا تھا۔ بھارتی میرین کمانڈوز اور نیشنل سیکورٹی گارڈز کو کئی روز قبل ہی سرینگر میں تعینات کیا گیا تھا۔ نہ صرف رہائشی مکانوں بلکہ تجارتی مراکز کی بار بار تلاشی لی جاتی رہی۔ لوگوں کو ہراساں و پریشان کیا گیا۔ ڈرونز کے ذریعے فضائی نگرانی کی جاتی رہی۔ جبکہ جھیل ڈل کے پانیوں پر بھی پہرے بٹھائے گئے تھے، کشمیری نوجوانوں کی سینکڑوں موٹر سائکلیں ضبط کی گئی تھیں، تعلیمی ادارے بند کرائے گئے تھے۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ سرینگر میں جی 20 اجلاس کے انعقاد کے خلاف پہلے دن یعنی 22 مئی کو پورے مقبوضہ کشمیر میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ جس کے نتیجے میں تمام کاروباری مراکز، بازار، دکانیں، تعلیمی ادارے، بینک اور عدالتیں بند جبکہ ٹرانسپورٹ سڑکوں سے غائب رہی۔ بھارتی فوجیوں اور ان کی گاڑیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ مقامی لوگوں نے اپنی نقل وحرکت بھی محدود کر کے گھروں کے اندر ہی اپنے آپ کو مقید کیے رکھا تھا۔

آزاد کشمیر اور پوری دنیا میں مقیم کشمیریوں نے بھی یوم سیاہ منایا۔ جس کا مقصد عالمی برادری کی توجہ مقبوضہ جموں وکشمیر کی سنگین صورتحال کی جانب مبذول کرانا تھی۔ دکانداروں بالخصوص لال چوک، ریذیڈنسی روڈ، بڈشاہ چوک، مائسمہ اور سرینگر کے دیگر علاقوں کے دکانداروں کو بھارتی فوجیوں اور پولیس نے اپنے کیمپوں اور تھانوں میں طلب کر کے 22 مئی کو اپنی دکانیں کھولنے کی ہدایت کی تھی۔ حکم کی تعمیل نہ کرنے کی

> بھارت نے مقبوضہ جموں وکشمیر میں G20 اجلاس سے پہلے ہی بڑے پیمانے پر گرفتاریوں، چھاپوں، تلاشیوں، ڈرون کیمروں کے ذریعے نگرانی اور ظلم وستم کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ دو ہزار سے زائد حریت رہنماؤں اور نوجوانوں کو گرفتار کر کے عقوبت خانوں میں بند کیا گیا۔ جی 20 اجلاس سے پہلے ہی پورے مقبوضہ کشمیر بالخصوص سرینگر کو فوجی چھاونی میں تبدیل کیا گیا تھا۔ بھارتی میرین کمانڈوز اور نیشنل سیکورٹی گارڈز کو کئی روز قبل ہی سرینگر میں تعینات کیا گیا تھا

بلاول بھٹو زرداری 22 مئی کو احتجاج میں شرکت کیلئے آزاد کشمیر آئے تھے۔ انہوں نے آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی سے بھی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت جی20 کے چیئرمین کی حیثیت سے اپنی پوزیشن کا غلط استعمال کر رہا ہے، مقبوضہ جموں وکشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے پاکستان اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتا ہے، یہ ہماری چوائس نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں اور کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کے لیے اپنا کردار ادا کریں

صورت میں انہیں سنگین نتائج سے خبردار کیا گیا تھا۔ تاہم دھمکیوں کی پروا نہ کرتے ہوئے کشمیری تاجر برادری نے 22 مئی کواپنی دکانیں بندرکھیں تا کہ متنازعہ خطے میں گروپ20 اجلاس کے خلاف اپنا احتجاج درج کرایا جا سکتا تھا۔ مقبوضہ جموں وکشمیر میں G 2 0 اجلاس کے انعقاد کا مقصد محض پروپیگنڈہ پھیلانا اور دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش تھی، کہ مقبوضہ جموں وکشمیر میں سب کچھ ٹھیک ہے۔ مودی حکومت مقبوضہ خطے میں G20 اجلاس کے ذریعے اپنے معمول کے جھوٹے اور بے بنیاد دعوؤں کوتقویت دینا چاہتی تھی، جس کی تصدیق اقوام متحدہ کے اقلیتی امور کے خصوصی نمائندہ Fernand de Varennesنے بھی اپنے ایک غیر معمولی بیان میں کی ہے کہ مقبوضہ جموں وکشمیر میں گروپ 20 اجلاس کے انعقاد کے بھارتی اقدام کا بنیادی

مقصد مقبوضہ جموں وکشمیر پر بھارتی قبضے کو جائز ٹھہرانا ہے۔ بھارت نے سرینگر میں G20 اجلاس کا انعقاد کرکے کشمیری عوام کی لازوال جدوجہد آزادی کے بارے میں حقیقت کومسخ اور5 اگست 2019 میں اپنے غیر قانونی اور غیر آئینی اقدامات کو قانونی حیثیت دینا چاہتا تھا۔ جس میں بھارت نہ صرف مکمل طور پر ناکام بلکہ اس سے عالمی سطح پر رسوائی کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔ بھارت اس طرح کے تماشوں سے کشمیری عوام کی آزادی کی آواز کو نہ پہلے دبا سکا اور نہ ہی آئندہ اس کا کوئی امکان ہے۔ کیونکہ گزشتہ 76 برسوں سے اہل کشمیر نہ جانے خون کے کتنے دریا عبور کر چکے ہیں اور سوا پانچ لاکھ جانیں قربانیں کشمیری عوام کا وہ سرمایہ ہیں جن پر کوئی سمجھوتہ کرنے کے بارے میں سوچنا بھی گناہ ہے۔ بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ متنازعہ خطے میں جی 20 اجلاس کا انعقاد اقوام متحدہ کی ساکھ کو مجروح کرنے کے مترادف تھا۔ G20 ممالک کو چاہیے کہ وہ بھارت سے تنازعہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں اور کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق حل کرنے پر مجبور کریں۔ طاقتور G20 ممالک کو مقبوضہ جموں وکشمیر پر اپنے غیر قانونی اور غاصبانہ قبضے کو دوام بخشنے کے لیے بھارت کے مذموم اقدام پر سخت اعتراض کرنا چاہیے، تا کہ انصاف کے تقاضے پورے کیے جاسکیں۔ کشمیری عوام نے مودی کو سرینگر میں جی 20 اجلاس کے انعقاد کے نام پر جموں وکشمیر کی متنازعہ حیثیت کو کمزور کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

بھارت جو دنیا کی نام نہاد سب سے بڑی جمہوریت کا دعویٰ کرتا ہے، اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی منظور شدہ قراردادوں کے تحت کشمیری عوام کے حقوق غصب کر رہا ہے تو دنیا کس طرح خاموش تماشائی بن سکتی ہے؟ بھارت کیسے یہ دعوی کر سکتا ہے کہ مقبوضہ جموں وکشمیر میں حالات معمول پر آ گئے ہیں جب سرینگر کو G20 اجلاس کے انعقاد کیلئے ایک فوجی قلعے میں تبدیل کیا گیا تھا۔ سخت سیکورٹی پر بھارتی مبصرین بھی بول اٹھے کہ سیاحت کے فروغ کیلئے ہونے والی کانفرنس میں بھارتی کمانڈوز کی تعیناتی اور چار دائروں پر مشتمل سیکورٹی حصار سے دنیا کو کیا پیغام گیا۔ جی 20 کے مندوبین کے سری نگر پہنچتے ہی ان کے شیڈول میں تبدیلی کر دی گئی، بھارتی حکومت نے سیکورٹی خدشات کے باعث مندوبین کا سرینگر سے 51 کلومیٹر شمال مغرب میں واقع مشہور صحت افزا مقام گلمرگ کا دورہ منسوخ کر دیا تھا۔ پہلے شیڈول کے مطابق مندوبین 24 مئی کا پورا دن صحت افزا مقام گلمرگ میں گزارنے والے تھے، مگر ایک بھارتی ٹی وی نے خبر دی کہ گلمرگ میں مندوبین پر حملہ ہو سکتا تھا۔ دنیا کی بیس عالمی معاشی طاقتوں کے گروپ جی20 کا سیاحت سے متعلق ورکنگ گروپ کا تین روزہ اجلاس22 مئی کو سری نگر میں شروع ہو کر 24 مئی کو اختتام پذیر ہوا۔ جی بیس کے مندوبین نئی دہلی سے ایک خصوصی پرواز کے ذریعے سری نگر پہنچے تھے تاہم ان میں جی بیس کا کوئی سربراہ شامل نہیں تھا۔ جی 20 تنظیم کے رکن ممالک میں بھارت، امریکہ، چین، برطانیہ، روس، سعودی عرب، آسٹریلیا، کینیڈا، جرمنی، فرانس، اٹلی، جاپان، ارجنٹائن، برازیل

انڈونیشیا،میکسیکو، جنوبی کوریا اور ترکیہ سمیت یورپی یونین شامل ہے۔جبکہ مصر کو مبصر کا درجہ حاصل ہے۔پاکستانی وزیرخارجہ بلاول بھٹوزرداری نے کہاہے کہ جس فورم کی تشکیل کا مقصد عالمی اقتصادی مسائل تھا لیکن اقوام متحدہ کی قراردادوں کی نفی کرتے ہوئے اس کی میزبانی متنازعہ خطے میں کی جارہی تھی۔بھارت نے G-20 کی صدارت کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔بلاول بھٹوزرداری 22 مئی کو احتجاج میں شرکت کیلئے آزاد کشمیر آئے تھے۔انہوں نے آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی سے بھی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت جی20 کے چیئرمین کی حیثیت سے اپنی پوزیشن کا غلط استعمال کررہاہے،مقبوضہ جموں وکشمیر میں جو کچھ ہورہا ہے پاکستان اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتا ہے، یہ ہماری چوائس نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں اور کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق مسئلہ کشمیر کے پرامن حل کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ہم بھارت سمیت تمام پڑوسیوں سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں، تاہم اچھے تعلقات متنازعہ اقدامات سے قائم نہیں ہوسکتے ہیں، جنوبی ایشیا میں پائیدار امن مسئلہ کشمیر کے حل سے وابستہ ہے۔بلاول بھٹو نے یہ بھی کہا کہ یہ بھارت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نتیجہ خیز مذاکرات کے لیے سازگار ماحول پیدا کرے، شنگھائی تعاون تنظیم کے حالیہ اجلاس میں شرکت کے دوران بھی بھارت پر زور دیا گیا کہ وہ مقبوضہ جموں وکشمیر میں حالات 5 اگست 2019 سے پہلے کی طرح بحال کرے تاکہ آگے بڑھا جائے۔خود بھارت نواز پی ڈی پی سربراہ محبوبہ مفتی بھی جی20 اجلاس کے نام پر کشمیری عوام کو یرغمال بنائے جانے پر پھٹ پڑیں اور بھارتی شہر بنگلورو میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو سچ بتاؤں، اگر آپ آج جموں وکشمیر کا دورہ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ جگہ جس کو آرٹیکل 370 کی منسوخی کے بعد ایک کھلی جیل میں تبدیل کیا گیا تھا، اب گوانتاناموبے جیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے یہاں تک کہ گھروں پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے۔تین، چار، پانچ سطحوں کی سیکیورٹی ہے، گھروں میں سب کچھ الٹ پلٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ جی20 اجلاس سے بی جے پی کی تشہیر تو ہوسکتی ہے، لیکن جنوبی ایشیائی ایسوسی ایشن فار ریجنل کوآپریشن یعنی سارک کے اجلاس سے خطے کے مسائل کو حل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں جی 20 اجلاس کی چین کی مخالفت پر محبوبہ مفتی نے کہا کہ یہ آئین کی دفعہ 370 کو منسوخ کرنے کا نتیجہ ہے۔اب تنازعہ کشمیر پر چین بھی پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑا ہے۔بی جے پی کہتی ہے کہ دفعہ 370 کی منسوخی سے تمام مسائل حل ہوجائیں گے۔ اب چین بھی یہاں قدم جمارہا ہے۔وہ تنازعہ کشمیر کی بات کر رہا ہے جس پر پہلے صرف پاکستان بات کرتا تھا۔چین کو مسئلے میں لانے کا سہرا بھی بی جے پی کو جاتا ہے۔دنیا کب تک مسئلہ کشمیر کی حساسیت پر اپنی آنکھیں بند کیے رکھ سکتی ہے۔ایک طرف دنیا کے بڑے ٹھیکیدار عالمی برادری کو ایٹمی تباہی سے بچانے کیلئے ایک پرامن دنیا کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا چاہتے ہیں جس کا مظاہرہ ابھی حال ہی میں جاپان میں منعقدہ جی 7 سربراہی اجلاس میں کیا گیا ہے مگر دوسری جانب ایٹمی جنگ کا باعث بننے والے تنازعات مسئلہ کشمیر اور فلسطین پر انہی ممالک نے اپنی آنکھیں بند کررکھی ہیں، جوان کے دوہرے معیار کی بھرپور عکاسی ہے۔اگر واقعی دنیا کو جنگ وجدل اور تباہی سے بچانا ہے تو ان دونوں تنازعات کو اولین فرصت میں حل کرنا پڑے گا۔اس کے سوا دنیا کے ٹھیکیداروں کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔بھارت کو سرینگر میں جی 20 اجلاس کی ناکامی کے حوالے سے جہاں عالمی سطح پر ہزیمت کا سامنا ہے وہیں بھارتی ایجنسیاں عظیم اور لازوال قربانیوں سے مزین تحریک آزادی کشمیر کے خلاف اپنی مذموم سازشوں اور حربوں سے باز آنے کا نام نہیں لے رہی ہیں۔15 مئی کو جموں میں تین افراد کی گرفتاری عمل میں لاکر انہیں میرواعظ مولوی محمد فاروق کے قتل میں ملوث ٹھہرا کر ان کی وابستگی لاکھوں شہدا کی وارث حزب المجاہدین کے ساتھ جوڑنے کی ناکام اور نامراد کوشش کی گئی، جس کا اس کے سوا کوئی اور مقصد نہیں ہوسکتا کہ کشمیری عوام کی اجتماعیت اور اتحاد کو ایک ایسے موقع پر پارہ پارہ اور اس میں رخنہ ڈالا جائے جب 5 اگست 2019 میں مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کی منسوخی کے بعد مودی اور اس کے حواری اپنی طرف سے مسئلہ کشمیر کو ختم اور اہل کشمیر کو ہمیشہ کیلئے خاموش کرنے کے اعلانات کرتے نہیں تھکتے، مگر واقفان حال جانتے ہیں کہ بھارت خود اپنے ہی پھیلائے گئے جال میں بری طرح پھنس چکا ہے۔جہاں عوامی مجلس عمل جس کے مولوی محمد فاروق بانی سربراہ تھے نے بھارتی ایجنسیوں کے ان دعوؤں کو بے بنیاد بلکہ تحریک آزادی کشمیر کے خلاف ایک سازش قرار دیا ہے وہیں حزب المجاہدین کے سربراہ سید صلاح الدین احمد نے اپنے بیانات میں میرواعظ مولوی محمد فاروق اور خواجہ عبدالغنی لون کو ان کی برسیوں پر شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دونوں رہنماؤں کی دوراندیشی اور بھارت کی ریشہ دوانیوں کو قدم قدم پر ناکام بنانے پر انہیں سراہا بھی ہے کہ یہ مذکورہ دونوں رہنماؤں کی حکمت وتدبر ہی تھا کہ جس نے بھارت کو نہ صرف بار بار زچ کیا بلکہ تحریک آزادی کشمیر کو بڑے بحرانوں سے نکالنے میں اپنا بھرپور کردار بھی ادا کیا۔اب بھارت اور اس کی بدنام زمانہ ایجنسیاں پھر ایک بار تحریک آزادی کشمیر اور کشمیری عوام کو انتشار و افتراق کا شکار بنانے کی مذموم کوششیں کررہی ہیں، جن کا بروقت تدارک کرنا ناگزیر ہے۔ورنہ مقدس خون سے سینچی تحریک آزادی کشمیر کسی حادثے کا شکار بھی ہوسکتی ہے۔حزب المجاہدین ایسے بیہودہ اور مذموم الزامات کو پہلے بھی مسترد کرچکی ہے اور آج بھی بلا کسی خوف وتردید یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتی ہے کہ گھڑے مردے اکھاڑنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تحریک آزادی کشمیر میں ہراول دستے کا کردار ادا کرنے والی حزب المجاہدین کو بدنام، اس کی شبیہ کو نقصان اور اہل کشمیر کو اس سے بدظن کرنا ہے۔الحمدللہ قوم اس طریقہ واردات کو پہلے بھی سمجھ چکی ہے اور آج بھی سمجھ رہی ہے۔ ہاں!!! مودی اور اس کے حواریوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ انہیں پہلے بھی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور آئندہ بھی رسوائی ہی ان کا مقدر ہے کیونکہ سرزمین کشمیر کا ایک ایک فرد بھارت کے غاصبانہ قبضے کے خاتمے کیلئے حزب المجاہدین کے کردار سے بخوبی آگاہ ہے۔حزب المجاہدین پر ایسے الزامات لگانا آسمان پر تھوکنے کے مترادف ہے جو تھوکنے والے کے اپنے ہی منہ پر آکر گرتی ہیں۔

مستقبل کی ماؤں سے مکالمہ

خودآ گاہی اللہ کا نور ہے، جو اللہ صرف انہیں عطاء فرماتا ہے جو اس سے طلب کرتے ہیں

اچھی گفتگو تو سنی ہی اس لیے جاتی ہے کہ علم و عمل میں اضافہ کریں اور بہتر طرزِ زندگی اختیار کریں۔

اپنی حیثیت کو خوب پہچانیں، اپنی خودداری اور عزت نفس کو محفوظ و مضبوط بنا کر پہاڑ کی طرح جئیں

شہزاد منیر احمد

اپنی ماؤں کو تو یہ بات کہنے کا میں خود کو اہل نہیں سمجھتا، لیکن بہنوں، اور بہو بیٹیوں کو اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جب آپ "خودآ گاہی" کے آئینے سے اپنی ذات، حیثیت اور مقام کا جائزہ لیں تو آپ کو یہ مقدس حقیقت بڑی واضح اور نمایاں نظر آتی ہے کہ اللہ خالق کائنات نے زمین پر اشرف المخلوقات (انسان) کی تخلیق کے لیے آپ کے وجود کا انتخاب کر کے عورت پر کتنا بڑا احسان کیا ہے اور اسے اپنا قرب بخشا ہے۔ عورت کو زندگی میں کتنی ہی مشکلات کا سامنا ہو، وقت بدلتا ہے، گزر جاتا ہے اور زندگی بیت جاتی ہے کہ " زندگی اک گزران ہے بہر حال گزرے گی" علامہ اقبال کی فکری گہرائی کا اندازہ کریں۔ کس خوبصورتی سے ہمیں یہ بات سمجھا رہے ہیں کہ آپ اپنی کم مائیگی، مفلسی اور عام سی زندگی پانے پر پریشان کیوں ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ بادشاہوں کی آسائش سے پُر اور اختیارات سے بھری ہوئی زندگی کا انجام بھی وہی چھوٹی سے " قبر" ہوتا ہے جیسی کسی غریب آدمی کو میسر ہو جاتی ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:-

بادشاہوں کی بھی کشت عمر کا حاصل ہے گور
جادہ عظمت کی گویا آخری منزل ہے گور

ہمیں اپنی ذات کے اندر جھانک کر اپنی ذات کا مقام، حیثیت کا مان اور کردار کا حسن دیکھ کر اعمال کرنے چاہیں۔ زمانے کی رغبتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ ہر شخص کے قریب زندگی کا مفہوم مختلف ہے۔ ذہنی رجحان اور اختلافات کے ہنگاموں میں کھو کر کیا حاصل ہوگا، صرف بیزاری اور مایوسی۔ دوسروں کے رہن سہن، دیگر مراعات اور اللے تللے دیکھتے ہوئے حسد کا یرقان آپ کو ناشکری اور شیطانی وسوسوں میں مبتلاء کر کے اللہ کی عطاء کردہ صلاحیتیں دیکھنے سے محروم رہنے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ اس لیے اپنی ذات کو اپنے عقیدے سے مضبوط اور محفوظ رکھیں۔ آپ جو کسی کی محبت میں تڑپتے ہیں، سوچیں تو، شائد آپ بھی کسی دل کا چین ہوں اور آپ اس سے بے خبر ہوں۔ کبھی اپنا بھی نظارا کیا ہے تو نے اے مجنوں کہ لیلٰی کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں۔

اگر انسان کو اپنی حیثیت اور حرمت کا ادراک حاصل ہو جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کبھی ناشکری اور جرم و گناہ کے ارتکاب کا تصور بھی نہ کرے۔ خودآ گاہی اللہ کا نور ہے، جو اللہ صرف انہیں عطاء فرماتا ہے جو اس سے طلب کرتے ہیں۔ اگر انسان اپنے دن کا آغاز اپنی ذات کے سچ فکر و عقیدت (خودآ گاہی) سے کرے کہ میری پیدائش سے پہلے میں کیا تھا، میرے عدم سے وجود میں آنے کے مراحل کیا کیا تھے اور ان کا خالق و نگران کون تھا۔ دنیا میں میری آمد کے بعد مجھ پہ کیا گزری اور۔ گذر رہی ہے وغیرہ وغیرہ، تو صراطِ مستقیم کھونے کا امکان ہی نہ رہے۔ اس تجزیاتی اور تحقیقی کاوشوں سے یہی نتیجہ سامنے آئے گا کہ۔ آدمی اپنے کردار کے حوالے سے دو قوتوں کو جواب دہ ہے۔ ایک االلہ اور دوسرا معاشرہ۔ اسے عام فہم لفظوں میں " حقوق االلہ اور حقوق العباد کہہ لیں۔۔

حقوق اللہ کے اعتبار سے تو قرآن پاک کا پڑھنا، سمجھنا اور اس میں درج ھدایات پر عمل کرنا لازم ہے کہ وہ کافی بھی ہے اور شافی بھی۔۔ البتہ حقوق العباد کے بارے سنت و شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے ہی میں عافیت ہے۔ چونکہ اس دنیا میں اللہ الرحمٰن نے ایک ہی انسان کامل (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا ہے۔ اس کی اتباع کافی وشافی ہے۔ بقول کسے:-

بن چاہے بھی بدل جاتی ہے زندگی
مل جائے اگر کوئی رازدان حیات

اس نے مجھے بتایا کہ عورت کو اس حقیقت کو سامنے رکھنا چاہیے کہ اس کی ذات ایک خاص مقصد کی تکمیل کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اس لیے اسے دوسری ذی روح مخلوق سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ مثلاً مچھلیوں کے لیے خوبصورت پہاڑ اور صحراؤں کی کوئی وقعت نہیں۔ وہ پانی کا جانور ہے۔ پرندوں کے لیے سمندر کی کوئی اہمیت نہیں کہ انہیں پرواز کے لیے صرف فضا چاہیے۔ انہیں اس بات سے ہرگز کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کہ سمندر کے جھینگے اور کیکڑے جوہڑوں کے مینڈکوں سے زیادہ خوشحال اور آزاد کیوں ہیں۔ صحرا کے تلور اور تیتر اس امتیاز سے بے نیاز ہوتے ہیں کہ شاہین پہاڑوں کی چٹانوں میں کیوں بسیرا کرتا ہے۔ ہر شے اپنی اپنی جگہ پر اہم ہے۔ عورت کا وجود اپنے حسن و کردار کے اعتبار سے اہم ترین ہے۔ اسے گاہے گاہے اس شعر پر غور کرتے رہنا چاہیے۔

'' یہی ہے مفہوم لیس للانسان الا ما سعی '' کا
نہ ہو تیشہ عمل ساتھ، تو توکل بھی ہے افیون

وہ کہتا ہے نکاح (عورت مرد کی شادی) محض چند کنبوں کی اجتماعی تقریب کا انعقاد نہیں یا صرف سماجی رسم نہیں۔ یہ دو خاندانوں کے درمیان فطری ضرورتوں کا معاہدہ ہوتا ہے جو مسلمہ قوائد و ضوابط کے تحت طے پاتا ہے۔ دونوں فریقین بصد خوشی اور احترام اس معاہدے کی پابندی کرتے ہیں۔ میاں بیوی تبھی خود کفالت اور خوشحالی حاصل کرتے ہیں اگر وہ معاہدے میں درج ایک ایک لفظ کو واقعتاً مقدس اور محترم جان کر ان کی پابندی کریں تو۔ دونوں میں سے ایک فریق بھی اگر تھوڑا سا بھی ہٹے گا تو ازدواجی زندگی ہی بدحالی اور پریشانیوں کا شکار نہیں ہوگی بلکہ پورا معاشرہ ہل جائے گا اور ہر طرف سماجی

اذیتیں سر اٹھانے لگے جاتی ہیں۔ وہ کہتا ہے ازدواجی زندگی میں صنفی امتیاز کے اعتبار سے خوب سے خوب تر کی تلاش کا اصول لاگو نہیں ہوتا۔ آج کی خوبصورت عورت اور مرد کو شادی کرنے کے بعد، سیر و تفریح کرتے اگر کوئی اور اچھی شکل و صورت یا وجیح شخصیت پسند آجائے تو کیا وہ شادی کا پہلا بندھن توڑ کر نیا بندھن باندھ لیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ وہ ان کے لیے حلال و جائز نہ ہونے کے علاوہ مستقبل میں پچھتاووں کا موجب بن سکتا ہے۔

تیری سزا ہے نوائے سحر سے نا آشنائی
مقام شوق و سرور و نظر سے محرومی

شادی شدہ عورت ہو کہ مرد دونوں فریقین کو یہ حقیقت نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ انہوں نے اپنے اللہ کو گواہ بنا کر ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوار زندگی گزارنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ اس عہد کی پاسداری لازم ہے۔ نافرمانی کی صورت میں اللہ علیم و خبیر کو ناراض کرنے کے مترادف ہوگا۔۔ ازدواجی زندگی کو کامیاب کرنے کے لیے کوئی بڑا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی صرف اپنے دل و دماغ کو یکسو کر کے اس حقیقی احساس پر قائل کرنا ہوتا ہے کہ یہ سب میرے اللہ کی رضا ہے۔ " کیوں کہ اللہ نے کسی بھی شخص کو دو دل نہیں دے رکھے کہ وہ اپنی نوخیز محبتوں کو بھی پروان چڑھائے اور ازدواجی زندگی کو بھی پُرسکون بنا لے۔ دونوں محبتوں کا جنم مختلف، پس منظر مختلف اور مقصد مختلف ہوتا ہے۔ راضی برضا کے بارے اس نے بڑی سادہ اور دل نشین بات بتائی۔ اس نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار پر ابلیس نے عرض کیا کہ اے اللہ پاک۔۔ آدم سے مجھے کوئی بیر ہے نہ ہی مجھے اس سے کوئی خوف۔ یہ تو خود اتنا بے بس ہے کہ کسی پل مطمئن اور سکون سے نہ جئے گا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ آدم کو سجدہ کرنا تو نے میری تقدیر میں ہی نہیں لکھا تھا۔ ورنہ مجھے جرأت انکار نصیب نہ ہوتی اور میں بھی آدم کو سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جاتا۔

اس نے ہمیں مزید بتایا کہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو صرف ایک لیموں دے تو خوشی سے قبول کر لو۔ اسے بیکار کہہ کر پھینکنے کی بجائے اس کی سکنجبین بنا کر پئیں اور لمبی ڈکار لیں۔ شکوہ شکایت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کسی کی بات سن کر اس کا جواب دینے کی بجائے اس پر غور کرنا زیادہ فائدہ مند رویہ ہوتا ہے۔ اچھی گفتگو تو سنی ہی اس لیے جاتی ہے کہ علم و عمل میں اضافہ کریں اور بہتر طرزِ زندگی اختیار کریں۔ شادی کے بعد جوڑے کو مسحور کرنے والے خوابوں اور سریلے نغموں کو دفن کرنا پڑتا ہے جن کے سرور میں آنکھیں موندے وہ سپنوں میں نغمے گنگناتے تھے، کہ تیرے چھونے سے میرا انگ انگ مسرور ہو جاتا ہے۔۔ تیرے دیکھنے سے زندگی بڑی حسین لگتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ بس وقت اب یہیں رک جائے وغیرہ وغیرہ۔

عشق مجازی یعنی عورت و مرد کی باہمی رغبت ایک زنجیر کی طرح انہیں باندھ کر ان کی خودروی چھین کر متبادل فراہم کرتی ہے۔ جب کہ میاں بیوی کی باہمی محبت انہیں آزاد فضاؤں میں پرواز کرنے کی لذت فراہم کرتی ہے۔۔ کون شخص ہے جو آزادی کی اہمیت اور ضرورت سے انکار کرے گا۔ آزادی اور محبت میں سے اگر کسی ایک کا انتخاب کرنے والے حالات پیدا ہو جائیں جو صرف اور صرف آزادی کو قبول کیا جائے گا۔ اس لیے کہ آزادی میں محبت پنپ سکتی ہے محبت میں ضروری نہیں کہ آزادی بھی شامل ہو۔ آپ نے مجبوری اور جبر کی شادیوں کا حشر دیکھا ہوگا کہ جوڑا کس طرح بے لذت زندگی گزارتا ہے۔ بعض محبتیں تو ہوتی ہیں پابندیوں کا حصار ہیں جہاں محبّ کا گلا بھرایا بھرایا اور بند ہوتا ہوا لگتا ہے۔ زندگی میں مسئلے ہمیشہ صحت مند فکر اور محبت رکھنے والے ذہنوں کو پیش آتے ہیں اور جن کا حل بھی کبھی نہیں ملتا۔ عقل رکھنے والوں کو اذیتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ خوابوں تمناؤں کی دنیا اور حقیقت کی دنیا میں فرق تو ہوتا ہے۔ اس سچ کو اپنے قلب و نگاہ میں محفوظ رکھ کر گھریلو زندگی پر آسائش بنائی جا سکتی ہے۔ شادی شدہ عورت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے کہ اس کے وجود کو حسن کائنات کا مرکزی عنصر اور کردار تسلیم کیا گیا ہے۔ چھوٹے سے گھر میں جہاں پھول سے بچوں کی معصوم شرارتیں بھی ہوں وہ گھر تب تک سونا سونا لگتا ہے جب تک وہاں کھانے کی میز کے پاس نسوانی کلائیوں میں کھنکتی چوڑیوں کی مدھر چھنکار سریلی آواز شامل نہ ہو۔ ازدواجی زندگی میں کم بھی کئی لمحے اور مواقع آجاتے ہیں جب اختلاف رائے پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا بہترین حل بھی اکٹھے بیٹھ کر تحمل اور دلیل سے بات کرنے میں ہوتا ہے۔ کسی بھی دل میں بیٹھی ہوئی بات کو تب تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک اس سے بہتر Option نعم البدل پیش نہ کیا جائے۔ خاوند کا بیوی پر ہاتھ اٹھانا بالکل فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا، اسے پیار کی ڈوری میں پرو کر رکھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ عورت کو مارا پیٹا اور گھسیٹا جا سکتا ہے، اسے جھنجھوڑ، بھنجھوڑ، اس کا خون نچوڑا جا سکتا ہے، اسے توڑا پھوڑا جا سکتا مگر اس کے دل پر نقش بات (محبت، عقیدہ اور نظریہ) ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک بہتر نظریہ، آئیڈیا پیش نہ کیا جائے یا آئیڈیل انسان بن کر پیش نہ آیا جائے۔ اس مرحلے پر خاوند کو سب سے پہلے اپنے رویے کو ہر طرح کے تعصب سے پاک کرنا ضروری ہے۔ اگر خاوند اپنی ناپسندیدہ عادات پر قائم رہ کر صرف بیوی کو سدھارنے کی کوششیں کرتا رہے تو وہ ہرگز اپنا مقصد حاصل نہیں کر پائے گا۔

انسانی نفسیات کے ماہر لکھتے ہیں کہ ہاتھ سے سرکی ہوئی محبت یا رسائی سے باہر کی محبت (پہلی محبت) عورت کبھی نہیں بھلاتی بھلے وہ محبت و پیار کے کتنے ہی خوشگوار ماحول میں خنداں و فرحاں زندگی گزار رہی ہو۔ اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنے حالات اور ماحول سے خوش نہیں ہوتی۔ یہ تو انسانی نفسیات کا اہم پہلو ہے کہ وہ یادوں کے سرور میں زیادہ لذت پاتا ہے۔ اور خوابوں کے تصورات میں زیادہ مسرور و متحرک رہتا ہے۔ مثلاً چاند رات کی یادوں اور سرگرمیوں کی تیاری میں عورتیں ایک عجیب ذہنی تسکین محسوس کرتی ہیں۔ غیر شادی شدہ لڑکیاں کالج یونیورسٹی کے دنوں کو یادوں کو ہجولیوں کے ساتھ تازہ کر کے بہت خوش ہوتی ہیں۔ اور روشن مستقبل کے خواب دل میں بسا کر انہیں بڑے اہتمام سے روزانہ جھاڑ پونچھ کر دل کے کارنس پر سجاتی رہتی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں اپنی بہنوں، بہو اور بیٹیوں کو یہ نقطہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ شادی سے پہلے کے ماحول اور ذاتی ضروریات کی دستیابی میں اپنی دشواریوں کو نہ بھولیں۔ اپنی حیثیت کو خوب پہچانیں، اپنی خودداری اور عزت نفس کو محفوظ و مضبوط بنا کر پہاڑ کی طرح جئیں۔ اپنے والدین کی ہدایات پر عمل کریں۔ بے شک کچھ تکلیفوں کا سامنا کیوں

نہ ہو۔انہیں ناراض نہ کریں۔شادی کے بعد عورت اگر خود شناسی اور خودنگری سے محروم ہو جائے تو وہ بیچاری خوداعتمادی بھی کھو دیتی ہے۔آپ پوچھ سکتی ہیں کہ عورت کی خوداعتمادی کیا ہوتی ہے۔عورت کا اپنا کام جاننا اپنے فرائض وحقوق کی خبر رکھنا اور انہیں نفاست سے ادا کرنے کا یقین ہونا ہی خوداعتمادی کہلاتا ہے۔بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی ضروریات کو ترجیحاً پورا کرے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب بیوی کو اس کا خاوند آواز دے یعنی اپنے پاس بلوائے تو بیوی کو اس کی بات سننے کے لیے فوراً جانا چاہیے بے شک وہ تنور پر روٹی کیوں نہ پکا رہی ہو۔۔وہ کہہ رہا تھا کہ شادی شدہ جوڑے کو اپنی نئی زندگی کے سفر میں آغاز ہی سے سنہری اصول پر کاربند رہ کر چلنا ہوتا ہے۔اور وہ اصول ہے۔"احتیاط علاج سے بہتر فارمولا ہے"۔ورنہ پچھتاوؤں کے دروازے کھل جاتے ہیں جن سے الزامات کے مچھر مکھیاں اور کھٹمل (مطلب سوسائٹی کے شریر اور بدطینت لوگ) اندر آ کر اہل خانہ کا چین خراب اور نیند حرام کر دیتے ہیں۔انہیں بات کرتے وقت یا کسی بات کے ردعمل پر کچھ کہنے سے پہلے بڑے غور و خوض سے کام لینا ہوتا ہے۔۔ایک لمحے۔کی غلطی عمر کھا جاتی ہے۔۔عورت کے لیے تو یہ تک ہدایت ہے کہ وہ اجنبی مرد کو بھی نرم و ملائم لہجے میں اس کے سوال کا جواب نہ دے، تاکہ وہ کسی کمینگی کا خیال دل میں نہ لائے۔آپ اندازہ کریں کہ اللہ کریم کو نسوانیت کتنی پیاری ہے اور وہ اس کے تحفظ کے لیے کتنا اعلیٰ اہتمام کرنے والا ہے، جس عورت نے اپنی نسوانی حیاء کو پہچان لیا اور نسوانیت کی حفاظت کر لی وہی خوبصورت بھی ہے اور دین و دنیا کو پیاری بھی۔

جو عورت اپنے سسرال میں اپنے میکے کی تعریفوں میں لگی رہے گی وہ سسرال میں آہستہ آہستہ محبت سے محروم ہوتی چلی جائے گی اور پھر تنہا ہو کر پچھتائے گی۔ایسی عورت کے مقدر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شکوے شکایات رہ جاتے ہیں۔اس لیے شادی شدہ عورت کو سسرال کی اچھائیاں تو میکے جا کر بیان کر لینا چاہیے، مگر میکے کے اچھی یادیں صرف اپنے دل ہی میں محفوظ رکھنا چاہیں۔یادوں کے بارے وہ کہتا ہے کہ یادیں بڑی بے رحم ہوتی ہیں۔کچھ یادیں ہمیں سرور بھری زندگی دیتی ہیں تو کچھ یادیں ہمیں زندہ درگور کر دیتی ہیں۔اتفاق سے دونوں ہی بے قابو مگر اچھی لگتی ہیں۔نہ چاہتے ہوئے بھی وقت بے وقت آدبوچتی ہیں۔کچھ ہونٹوں کو خاموش تبسم کے مہکتے گلاب، تو کچھ آنکھوں میں بہتے آنسوؤں کی سوغات پیش کرتی ہیں۔ماؤں کا قرآن پڑھنا اور اس میں درج ہدایات کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔انہیں صبح بیدار ہونے کے ساتھ معاشرتی سچائیوں (گھریلو مصروفیات) کا سامنا۔کرنا ہوتا ہے۔وہ اللہ الرحمٰن کا شکر کرنے اور دعاؤں سے دن کا آغاز کرتی ہیں۔جو رزق ملا اس کا شکر کرتی ہیں۔رزق میں ہر چیز شامل ہے صرف خورد و نوش کی اشیاء رزق نہیں ہوتا۔

وہ جو ابھی خوابوں اور امیدوں میں زندہ ہے اس کے پانے کی کوشش اور دعا کرتی ہیں۔فرمان رسول اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے میاں اور بچوں کی موثر نگہداشت میں مصروف ہو کر دن گزارتی ہیں۔۔بچوں کو اچھے اچھے خواب دکھاتی، اور ان کی تعبیر پانے کے لیے محنت کرنے کی تلقین کرتے ہوئے زندگی کے سفر پر روانہ کرتی ہیں۔میاں کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں مدد کرتی اور چین پاتی ہیں۔دونوں میاں بیوی مل کر مستقبل کے خوابوں کے خاکے بنتے ہیں۔وہ افسانوی مقدر ستاروں پر یقین نہیں کرتی ہیں کہ وہ چمکیں گے تو خوشیاں نصیب ہونگی۔اس کے برعکس وہ یقین رکھتی ہیں کہ وہ اپنی بساط بھر محنت کریں گی تو اللہ کریم ان کی قسمت کو چار چاند لگا دے گا۔

اللہ سے فضل و کرم کی امید رکھنے والوں اور اللہ سے ڈرنے والوں کا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی سچائیوں کو دریافت کر لینے کے بعد کسی اور فلسفہ پر نہ تو ایمان لاتے ہیں نہ جھوٹ کا ساتھ دیتے ہیں اور نہ جھوٹوں کے ہمنوا بنتے ہیں۔بے شک انہیں کتنی ہی مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے۔عورت کے دل سے اپنی اہمیت اور محبت کے احساس کا ایک دفعہ زبان سے اظہار ہو جائے تو پھر انہیں کوئی اور نظروں میں جچتا ہی نہیں۔جیسے پھیکی چائے پینے کے عادی افراد کو میٹھی چائے مزہ ہی نہیں دیتی۔

عشق مجازی یعنی عورت و مرد کی باہمی رغبت ایک زنجیر کی طرح انہیں باندھ کر ان کی خودروی چھین کر متبادل فراہم کرتی ہے۔جب کہ میاں بیوی کی باہمی محبت انہیں آزاد فضاؤں میں پرواز کرنے کی لذت فراہم کرتی ہے۔۔کون شخص ہے جو آزادی کی اہمیت اور ضرورت سے انکار کرے گا۔آزادی اور محبت میں سے اگر کسی ایک کا انتخاب کرنے والے حالات پیدا ہو جائیں جو صرف اور صرف آزادی کو قبول کیا جائے گا۔اس لیے کہ آزادی میں محبت پنپ سکتی ہے محبت میں ضروری نہیں کہ آزادی بھی شامل ہو

حقوق اللہ کے اعتبار سے تو قرآن پاک کا پڑھنا، سمجھنا اور اس میں درج ہدایات پر عمل کرنا لازم ہے کہ وہ کافی بھی ہے اور شافی بھی۔البتہ حقوق العباد کے بارے سنت و شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے ہی میں عافیت ہے۔

شہزاد منیر احمد (گروپ کیپٹن ریٹائرڈ) راولپنڈی / اسلام آباد کے معروف ادیب، شاعر، مصنف اور کالم نگار ہیں، کشمیرالیوم کے لیے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

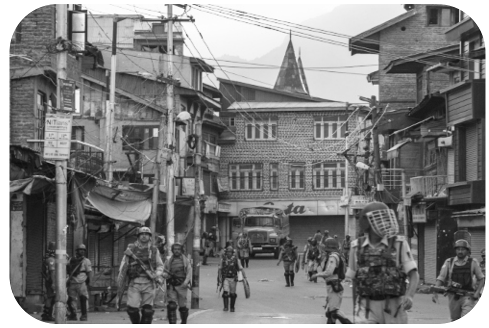

وادیِ کشمیر!!!!!!

آواز دے رہی ہے ہمیں وادیِ کشمیر
ٹوٹے گی ایک دن یہ ظلم کی زنجیر
کیا کیا ظلم فرعون نے وہاں پرنہیں کیا
مظلوم مانگتے ہیں تیری پناہ خدایا
ہیں سربکف مجاہدتلوار ہے نہ تیر
آواز دے رہی ہے ہمیں وادیِ کشمیر
مائیں جو رورہی ہیں بہنیں ترس رہی ہیں
معصوم بچوں پر پیلٹ گنیں برس رہی ہیں
سویا ہوا ہے کیوں اقوام عالم کا ضمیر
ٹوٹے گی ایک دن یہ ظلم کی زنجیر
کسی ابن قاسم کا انہیں پھر سے ہے انتظار
جو اللہ اکبر کہہ کر کردے گا قابض پر یلغار
آزاد پھر سے ہونگے قیدی اور اسیر
آواز دے رہی ہے ہمیں وادیِ کشمیر
اک غرق نیل ہوا اک نیلم میں ہوگا برباد
ساری دنیا پھر سے ہوگی شادو آباد
عاجز کرے گا آسمان والا خود ہی کوئی تدبیر
آواز دے رہی ہے ہمیں وادیِ کشمیر
ٹوٹے گی ایک دن یہ ظلم کی زنجیر

بنام حافظ اصغر شہید سرگودھا پھلوال 19 اگست 1994

حق نواز لنگڑیال

شہید امتیاز عالمؒ کی یاد میں

سالار اعظم کی شہادت،تقلید حسین ہے
تمغہ امتیاز انہیں سجا --- بات مختصر ہے
قوت دشمن توڑ گیا اپنے قوت بازو سے
خود ہی اس نے روداد اپنی سنائی ہے
ستمگر پھر رہے ہیں گھر گھر انہیں کیا پتہ
شاید زرخریدوں کا ذریعہ معاش یہی ہے
شہید نفس بھی زندہ ،قرآن اس کا گواہ
قبر میں بھی ورد زباں لا الٰہ اللہ ہے
مختارکیسی ہے اس کی مشیت و حکمت
عید قرباں سے قبل دل جگر ذبح ہمارا ہے
حسینیت کے تھے داعی بانی حریت
بشیر امتیاز، شہید کشمیر امانت یہاں ہے

سید مختار بابا المعروف اعجاز نازکی

فکرِ مودودیؒ کی آبیاری اور تحریک آزادی میں جموں کے گلہائے سرسبد کا کردار

اویس بلال

جماعت اسلامی صوبہ جموں کا رواں تحریک آزادی میں کیا رول رہا ہے، ان سطور میں اس کے متعلق کچھ گزارش کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ آنے والی نئی نسلوں کو معلوم ہو سکے کہ مقبوضہ جموں وکشمیر خاص کر جماعت اسلامی صوبہ جموں کو کن سخت مراحل سے گزرنا پڑا ہے۔ قائدین جماعت، معروف ولی کامل اولین امیر جماعت سعدالدین تاربلیؒ، امیر جماعت حکیم غلام حسن، فلاح عام ٹرسٹ کے سابق چیئرمین و امیر جماعت اسلامی جموں وکشمیر غلام محمد بٹ، مولانا محمد امین شوپیانی، قیم جماعت غلام نبی نوشہری، سابق ناظم اعلیٰ شعبہ طلبہ محمد یوسف شاہ المعروف سیّد صلاح الدین احمد، غلام احمد احرارؒ، قاری سیف الدینؒ، حکیم غلام نبیؒ فاضل دیوبند، قائد تحریک آزادی سید علی گیلانیؒ، اسلامی جمعیت طلبہ جموں وکشمیر کے سابق ناظم اعلیٰ و تحریک حریت جموں وکشمیر کے چیئرمین محمد اشرف صحرائیؒ، امیر جماعت اسلامی عبدالحمید فیاض، سابق امیر شعبہ دعوت و تبلیغ شیخ محمد عبداللہ اور اسلامی جمعیت طلبہ کے سابق ناظم اعلیٰ شیخ تجمل الاسلامؒ نے جس بالغ نظری، ثابت قدمی اور دور اندیشی سے سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے کاروان کی فکری آبیاری جس انداز سے کی، وہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ آج مقبوضہ صوبہ جموں جن مصائب وآلام سے گزر رہا ہے یہ ایک دلخراش داستان ہے جس کا احاطہ کرنا آسان نہیں۔

صوبہ جموں سے تعلق رکھنے والی جن شخصیات کے حصے میں مقبوضہ جموں وکشمیر کی تحریک اسلامی کی قیادت آئی ان میں عبدالکریم بٹؒ، سعداللہ تانترےؒ اور عبدالرشید متوؒ کشتواڑی نمایاں ہیں۔ ان قائدین کے علاوہ معروف بزرگ رُکن جماعت غلام حسین متوؒ کشتواڑی، عبدالرشید شیخ کشتواڑی رُکن مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی، جموں شہر کے مشہور و معروف غلام نبی فرید آبادیؒ، ڈوڈہ کے معمر بزرگ الحاج محمد شعبان ایتو، گھٹ ڈوڈہ کے شیخ عبدالحفیظ رُکن مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی، ڈوڈہ سٹی کے آفتاب احمد کھوکھر رُکن مرکزی مجلس شوریٰ جماعت اسلامی، شیواہ ڈوڈہ کے عبدالرشید اصلاحی شہیدؒ، بھاگواہ ڈوڈہ کے امیر تحصیل رام بن عبدالجبار راتھر، ٹانٹنہ ڈوڈہ جمال الدین ملک شہیدؒ، ٹھاٹھری ڈوڈہ کے ماسٹر منورالدین گناییؒ، ٹھاٹھری ڈوڈہ کے ہی ملک نور محمد فیاض، گندوہ بھلیسہ کے غلام رسول بٹ، کشتواڑ قصبہ کے مشہور و معروف تحریک آزادی اور جماعت اسلامی کے سابق امیر ضلع ماسٹر غلام نبی گندنہؒ، رُکن جماعت اور محلّہ جامع مسجد کشتواڑ کے حزب المجاہدین کے ڈویژنل کمانڈر ڈوڈہ ماسٹر مشتاق احمد گلکار شہیدؒ، بن ڈوڈہ کے غلام حسن شیخ، مرمت ڈوڈہ کے صحرائی صاحب، حکیم محمد شفیعؒ، ماسٹر اقبال صاحب اور غلام قادر شاد، پلماڑ کشتواڑ کے معمر بزرگ قیم تحصیل غلام محمد شیخ، نوگام بانہال کے احداللہ تانترے، امیر ضلع رام بن مرحوم عبدالاحد مسرورؒ اور ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹر حزب المجاہدین شہید مولوی محمد حسین نجارؒ، راجوری کے امیر ضلع امیر محمد شمسی کے علاوہ اَن گنت نام ایسے ہیں جن کو قلیل وقت میں ضبط تحریر لانا مشکل ہے۔

اِن بزرگوں نے تحریک اسلامی کو چار چاند لگانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، دعوت حق عوام الناس تک پہنچاتے پہنچاتے بہت ساری تکالیف برداشت کیں، غیروں کے ستم کیا کم تھے کہ اپنوں نے بھی اذیتیں دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ریاست جموں وکشمیر کا دورہ کیا تو عالم و حافظ مردِ درویش سعدالدین تاربلیؒ اُن کے کارواں سے ہم رکاب ہوئے، مقبوضہ جموں وکشمیر کے گوشے گوشے تک جماعت اسلامی کے اِن بزرگوں نے دعوت اسلام پہنچانے کی ہر ممکن کوششیں کیں، آج بھارت کے لئے اگر کوئی بڑا مسئلہ اور دردِ سر بنا ہوا ہے تو وہ جماعت اسلامی جموں وکشمیر ہے۔ اِس کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کی ایک بار پھر شیطانی کوششیں جاری ہیں، جماعت اسلامی اور اُس کے قائدین، کارکنان اور ہمدردوں کو اُن کے اثاثوں سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ تمام اداروں کو مفلوج کرنے، اثاثہ جات بحق سرکار ضبط کرنے کی مذموم کارروائیاں جاری ہیں، جس جائیداد پر بھی جماعت کے ساتھ تعلق کا شائبہ تک مودی سرکار محسوس کر رہی ہے اُسے اپنے قبضے میں لے کر جماعت کو بے دست و پا کرنے کی مذموم کوششیں کر رہی ہے، یہ شیطانی حربے اگرچہ پہلے کی طرح ناکام ضرور ہوں گے، تاہم جماعت اسلامی کے قائدین، کارکنان اور ہمدردوں کو اِس بڑی آزمائش کا مقابلہ مومنانہ بصیرت کے ساتھ کرنا ہوگا۔ اِس رزم گاہ حق و باطل میں مولانا غلام نبی نوشہری کے ہم رکاب رہنے والے بزرگوں اور جاں نثاروں کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ صوبہ جموں میں تحریکِ اسلامی کے روح رواں نیک طینت لوگوں کی کوششوں سے اِس صوبے میں ہونے والے فلاح انسانیت کے کام کو متعارف کیا جا سکے۔ بھدرواہ میں غلام نبی نوشہری صاحب کے معاونین محاذ رائے شماری کی معروف شخصیت عبدالحی خطیب صاحبؒ، غلام نبی فرید آبادیؒ، سعداللہ تانترےؒ، محمد شفیعؒ، کی وجہ سے فلاح عام ٹرسٹ کے اسکولوں کا آغاز کیا گیا۔

عبدالرشید اصلاحیؒ بھی اِن اداروں میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، عبدالرشید اصلاحیؒ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے، فلاح عام ٹرسٹ میں درس و تدریس سے وابستہ رہتے ہوئے عوام الناس تک بھی دعوت حق کا فریضہ انجام دیتے رہے، بھارت سامراج کے خلاف مسلح جدوجہد میں پیش پیش رہے اور بالآخر تاسیسی رُکن جماعت اسلامی صوبہ جموں اور حزبُ المجاہدین کے ڈویژنل کمانڈر برائے جموں 4 اپریل 1994 کو گنگاٹھہ شیواہ ڈوڈہ میں بھارتی قابض فوج کے ساتھ جھڑپ کے دوران شہید ہوئے۔

سعداللہ تانترےؒ مردِ مجاہد تھے۔ آپ کے لختِ جگر تنویر جلیل تانترے عرف سہیل فرقانی 27 جون 1995ء کو گھٹ (فرقان آباد) ڈوڈہ میں قابض بھارتی فوج کے ساتھ مقابلے میں جام شہادت نوش کر گئے۔۔ سعداللہ تانترے گاندربل وادی کشمیر میں بھارت نواز شیخ عبداللہ کے ساتھ الیکشن کمپین کے دوران اُن کے غنڈوں کے ساتھ ایک مقابلے کے دوران اپنی آنکھ شہید کر بیٹھے، قائدانہ صلاحیتوں میں اِن کا نام جماعت کے بڑے بزرگوں میں شامل ہوتا تھا، اُن کی کوشش تھی کہ فلاح عام ٹرسٹ کے زیر اہتمام سکولوں کا تعلیمی معیار بہتر ہو، جس سے

صوبے میں جماعت اسلامی مضبوط سے مضبوط تر ہو،الحمدللہ اُن کی کاوشوں سے صوبے بھر میں جماعت کا نظم قائم ہوا۔صوبہ جموں میں حریت کانفرنس کا کوئی بنیادی ڈھانچہ بوجوہ قائم نہیں ہوا تھا جس کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔صوبے بھر کے آزادی پسند قائدین نے سعداللہ تانتریؒ کو ایک فورم پر سب کو اکٹھا کرنے کا مشورہ دیا۔قائدین جماعت اسلامی کی رضامندی سے جموں وکشمیر فریڈم مومنٹ کے نام سے ایک فورم تشکیل دیا، قائدتحریک امام سیّدعلی شاہ گیلانیؒ نے جب تحریکِ حریت جموں وکشمیر کی بنیاد ڈالی تو آپ بھی تاسیسی اراکین میں شامل تھے، آپ کی وفات تک گیلانی صاحب علیہ رحمہ نے جموں وکشمیر فریڈم مومنٹ کو ہی جموں میں ایک اتحادی فورم کے طور پر کام کرنے کا موقع دیا،سعداللہ تانتریؒ کی وفات کے بعد گیلانی صاحب نے باقائدہ جموں میں تحریکِ حریت کی بنیاد ڈالی،جس کے پہلے صوبائی صدر مرحوم غلام نبی گندنہؒ کو بنایا گیا۔

جموں شہر کے اولین رُکن جماعت غلام نبی فریدآبادیؒ کے دو بیٹے اِس مسلح جدوجہد میں شہید ہوئے، پہلے بیٹے عبیداللہ عرف صلاح الدین نے 21 جنوری 1991ء کو ستواری ایئرپورٹ جموں سے ایک بھارتی طیارہ ہائی جیک کیا، اُن کی منزل پاکستان تھی، مگر قابض فورسز نے اُنہیں دھوکے سے امرتسر پنجاب کے ہوائی اڈے پر اُتار کر شہید کردیا، دوسرے لختِ جگر کا نام حبیب اللہ فریدی عرف حبیب الرحمٰن تھا وہ جموں شہر میں سی آر پی ایف گاڑی پر گرینیڈ پھینکتے ہوئے 5 ستمبر 1993ء کو شہید ہوئے۔ جموں کی معروف شخصیت مولانا مودودیؒ کے قریبی ساتھی محمد شفیعؒ کی وجہ سے غلام نبی فریدآبادیؒ جماعت اسلامی کے رفیق بن گئے۔ غلام نبی نوشہری اور غلام نبی فرید آبادیؒ نے جموں میں فلاح عام ٹرسٹ کے زیر انتظام اسکول اور مساجد تعمیر کروائیں۔

امیر ضلع کشتواڑ محترم ماسٹر غلام نبی گندنہؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں 1990ء سے تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے، آٹھ دس سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے اذیتیں بھی برداشت کرتے رہے، سرکاری ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا، دورانِ حراست بھی جیل کے اندر تحریک اسلامی کی دعوت قیدیوں کو دیتے رہے، سعداللہ تانتریؒ کی رحلت کے بعد قائد تحریک سیدعلی شاہ گیلانیؒ نے تحریک حریت کا صوبائی صدر نامزد کیا یہ زمہ داری پانچ سال سے زائد عرصہ نبھاتے رہے۔ بعد میں قائدین جماعت کے حکم پر واپس جماعت میں چلے گئے۔ قابض انتظامیہ نے 5 اگست 2019ء کے بعد اپنے گھر میں قید کردیا، علاج معالجے سے بھی محروم رکھا گیا۔ اِسی دوران انہوں نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ اُن کا ایک تعلیم یافتہ فرزند چار سال سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہےاور

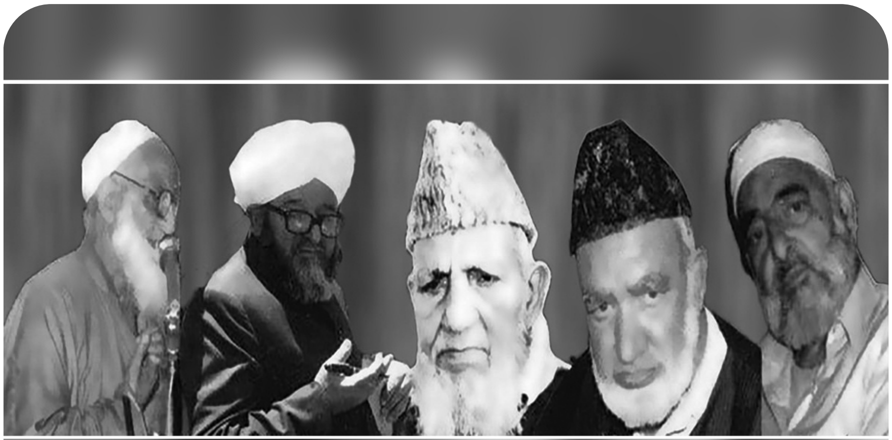

مولانا حکیم صاحبؒ　مولانا سعدالدین صاحبؒ　مولانا قاری سیف الدین صاحبؒ　مولانا محمد امین صاحبؒ　مولانا احرار صاحبؒ

دوسرا فرزند ارجمند خواجہ نعیم الحسن گندنہ سرگرم مجاہد ہیں۔

ضلع کشتواڑ محلّہ جامع مسجد کے ماسٹر مشتاق احمد گلکار عرف حیدر علیؒ رُکن جماعت اسلامی اور حزبُ المجاہدین ڈوڈہ ڈویژن کے ڈویژنل کمانڈر اور مرکز میں فنانشل چیف رہے۔ تنظیمی کام کے سلسلے میں دہلی میں قیام پذیر تھے کہ قابض بھارتی فورسز نے اُنہیں گرفتار کیا۔ 12 ستمبر 2004ء کو تہاڑ جیل میں زہریلا انجیکشن دے کر شہید کردیئے گئے، ماسٹر مشتاق احمد گلکارؒ سرکاری ٹیچر تھے اور جماعت اسلامی میں دی جانے والی کسی بھی زمہ داری کو احسن طریقے سے نبھاتے رہے، صوبہ جموں کے اوّلین مجاہد کمانڈر تھے، مسلح جہدوجہد میں سرگرم رہے، بالآخر دہلی کے تہاڑ جیل میں شہید کردیے گئے۔

ضلع کشتواڑ کے علاقے پلماڑ کے امیر ضلع جماعت اسلامی کشتواڑ غلام محمد شیخؒ معمر بزرگ کے فرزند ارجمند نذیر احمد شیخ عرف یاسر پردیسی 28 فروری 2000ء کو پکل مڑواہ میں قابض بھارتی فوج کے ساتھ ایک معرکے میں شہید ہوئے، غلام محمد شیخؒ ان داعیان حق میں شامل ہیں جو سیمابی طبیعت کے مالک تھے، کبھی ایک بستی اور کبھی دوسری بستی اور کبھی تیسری، وہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے رات دن دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہے۔ اپنی زندگی میں ہی اپنے لختِ جگر کو قابض بھارتی فوج کے ہاتھوں شہید ہوتے دیکھا۔

ضلع کشتواڑ دراباشالہ کے عبدالرشید متوؒ امیر صوبہ جموں اور بانی رُکن جماعت تھے، اُنہوں نے بھی سیدابوالاعلی مودودیؒ کی دعوت کو آگے بڑھانے کی حتی المقدور کوششیں کیں، وہ ایک زبردست مقرر تھے۔

ضلع کشتواڑ کے محلّہ بن آستان نزد درگاہ شاہ اسرارالدینؒ کے ماسٹر غلام محمد شیخ معمر رُکن جماعت ومرکزی مجلس شوریٰ رہے ہیں، ضلع کشتواڑ خاص کر تحصیل مڑواہ، دچھن، چھاترو میں رات دن دعوت دین دیتے رہے، اُنہوں نے بھی بہت تکالیف برداشت کیں، جماعت اسلامی میں اُن کا بھی اہم کردار رہا ہے۔

جماعت اسلامی کے رُکن جمال الدین ملکؒ ٹانٹہ گندنہ ڈوڈہ کے، ہاں تحریک آزادی کے سپاہیوں اور جانبازوں کا مستقل ٹھکانہ ہوا کرتا تھا، بھارتی قابض فوج نے اُنہیں شدید ٹارچر کر کے یکم فروری 2004ء کو شہید کردیا۔

رُکن جماعت سرگرم تحریکی کارکن بن ڈوڈہ کے غلام حسن شیخ کے فرزند ارجمند مظفر احمد شیخ عرف جاوید قریشیؒ حزبُ المجاہدین ڈوڈہ کے ڈویژنل کمانڈر 6 نومبر 1997ء کو علاقہ کوٹی میں بھارتی قابض فوجی درندوں کے ساتھ جھڑپ میں شہید ہوئے۔

عبدالجبار راتھر امیر تحصیل جماعت اسلامی رام بن کے فرزند ارجمند مشتاق احمد عرف وسیم سجاد گندیکا ڈوڈہ میں 23 مارچ 1995ء میں شہید ہوئے۔ آپ کی کوششوں اور کاوشوں سے اِس ڈور دراز علاقے میں جماعت اسلامی کا پیغام گھر گھر تک پہنچا، جماعت اسلامی اِس پورے علاقے میں ایک موثر جماعت بن کے اُبھری۔

بیور ڈوڈہ کے ماسٹر محمد اقبال بٹ جماعت اسلامی کی طلباء ونگ تحریک طلبہ کے ضلعی ناظم کو قابض بھارتی فوج نے انٹیروگیشن کے دوران 9 فروری 1992ء کو بے دردی سے شہید کر دیا، آپ نے طالب علمی کے زمانے میں نوجوانوں کو تحریک طلبہ کی لڑی میں پرویا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد امیر صوبہ سعد اللہ تانترےؒ کے ساتھ دعوتی خدمات اور اجتماعات منعقد کروانے میں بنیادی کردار ادا کرتے رہے۔ اِن کے برادرِ اصغر ریاض احمدؒ بٹ عرف داؤد راہی ڈپٹی ڈویژنل کمانڈر حزبُ المجاہدین ڈوڈہ 16 مئی 2002ء کو ڈوڈہ کے علاقے بانچھ میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

امیر جماعت اسلامی صوبہ جموں غلام نبی بٹ نے اپنی تحریکی سرگرمیوں کا آغاز فلاح عام ٹرسٹ میں اُستاد کی حیثیت سے کیا، اِسی دوران ہمدرد، رفیق اور پھر رُکن جماعت بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا، اِسی لئے منصبی ذمہ داریاں بڑھتی چلی گئیں، امیر حلقہ، امیر تحصیل، امیر ضلع، امیر صوبہ کے بعد ڈپٹی قیم جماعت کے طور بھی فرائض سرانجام دیں۔ امیر جماعت اسلامی عبدالحمید فیاض نے راجوری و پونچھ میں جماعت اسلامی کی دعوت کو آگے بڑھانے کے لیے ذمہ داری تفویض کی تو بلا چوں و چرا، وہاں جا کر دعوتی لٹریچر گھر گھر پہنچانے کے ساتھ ساتھ مدارس و مساجد تعمیر کروانے میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ اِن کے چھوٹے بھائی غلام محی الدین بٹ عرف مبشر خالدؒ 6 جون 1995ء کو نو پورہ دالی ڈوڈہ میں ایک جھڑپ کے دوران شہید ہوئے۔

الحاج محمد شعبانؒ ایتو دالی ادھیانپور سے تعلق رکھنے والے معمر رُکن جماعت تھے، 94 سال کی عمر میں 7 نومبر 2021ء میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے، آپ کی کاوشوں سے یہاں جماعت ایک تن آور درخت بن چکی ہے۔ آپ ہی کی کوششوں سے 1982ء میں فلاح عام ٹرسٹ کے زیرِ انتظام اسلامی ماڈل اسکول کی بنیاد ڈالی گئی۔ جس کے ہیڈ ماسٹر رُکن جماعت غلام قادر شاد صاحب مرمت والے مقرر ہوئے۔ نظم درس گاہ دالی ادھیان پور والے رُکن جماعت غلام محمد نائیک صاحب بنائے گئے۔ اوّلین اساتذہ میں امیر صوبہ غلام نبی بٹ صاحب اور رُکن جماعت نذیر احمد زرگر صاحب مقرر ہوئے۔ صوبہ جموں میں جماعت اسلامی کی دعوت کو عام کرنے میں اِن کا بنیادی کردار رہا ہے۔

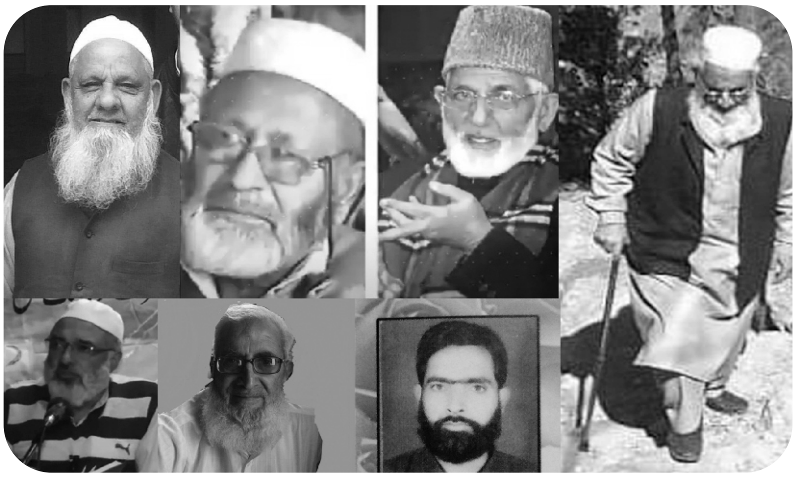

تحصیل بانہال کے امیر جماعت اسلامی محمد حسینؒ نجار عرف مولوی صاحب صف اوّل کے حزب کمانڈر رہے ہیں، جن کا صوبہ جموں میں تحریک آزادی میں اہم کردار رہا ہے۔ ضلع ایڈمنسٹریٹر حزبُ المجاہدین کے طور رام بن، بانہال، گول، گلاب گڑھ، مہور، ریاسی، اُدھم پور، راجوری اور کٹھوعہ میں مسلح جدوجہد کو منظم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا، ضلع راجوری تحصیل بدھل کے علاقے لڑکوتی میں 24 دسمبر 1997ء کو شہید ہوئے، اِن کے بھانجے عبیداللہ بھی مسلح جہاد میں بھارتی قابض فوج کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

بانہال کے احداللہ تانترے رُکن جماعت اسلامی کے بیٹے شارق احمد تانترےؒ عرف جعفر طیارہ چناب کے ڈویژنل کمانڈر 23 مارچ 2003ء کو سری نگر میں شہید کر دیئے گئے۔

تحصیل بانہال کے مشہور شاعر امیر ضلع رام بن عبدالاحد مسرورؒ نے رات دن تحریکی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، رام بن ضلع میں جماعت اسلامی کو ایک متحرک و منظّم جماعت بننے میں آپ کا کردار سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے۔ چند ماہ پہلے داعی اجل کو لبیک کہہ کر اِس فانی دُنیا سے کوچ کر گئے۔

امیر ضلع راجوری امیر محمد شمسی صاحب جماعت اسلامی اور تحریک حریت جموں وکشمیر کے اہم کارکن رہے ہیں، اُن کی بھی تحریک اسلامی کے لیے بیش بہا خدمات ہیں، راجوری پونچھ میں آپ جماعت اسلامی کے اولین رفقاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ہمدرد سے رفیق اور پھر امیر ضلع تک کا سفر انتہائی کٹھن حالات میں طے کیا۔ آپ ہی کوششوں سے یہاں جماعت پھلی پھولی، دعوت دین کے لیے آپ نے راجوری میں مستقلاً ایک مسجد کی خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں اور گزشتہ ایک سال سے بھارتی عقوبت خانوں میں پس زنداں ہیں۔ صوبہ جموں سے وابستہ تحریکِ اسلامی کے چند چیدہ افراد کا تزکرہ ہی یہاں کیا جاسکا ہے۔ مولانا غلام نبی نوشہری بھی صوبہ جموں کے پاک باز تحریکی لوگوں میں ایک نمایاں نام ہیں۔ مولانا نوشہری جوانی، بڑھاپے حتیٰ کہ بیماری میں بھی دعوت دین کی تڑپ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سمیت سب قائدین جماعت کی مساعی جمیلہ کو شرف باریابی بخشے۔ آمین

☆☆☆

مقبوضہ کشمیر کے موجودہ حالات

عروج آزاد

مسئلہ کشمیر ایک ایسے آتش فشاں کی مانند ہے جو اگر پھٹ گیا تو نہ صرف جنوبی ایشیا میں تباہی و بربادی ہو گی بلکہ یہ تباہی پھیل جانے پر عالمی جنگ کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر مسلم ممالک میں بھی کشمیر کے حالات سے متعلق شدید تشویش اور غصہ پایا جاتا ہے۔۔۔۔اگر اب بھی بین الاقوامی سطح پر اس معاملے میں سنجیدہ کوششیں نہ کی گئیں تو دنیا کو ایک بڑی ہولناک جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا جو کہ یقینی طور پہ ایٹمی جنگ ہوگی اور اس تباہی سے بچنے کا واحد حل یہی ہے کہ حقدار کو اس کا حق دیا جائے تا کہ اس خطے میں امن قائم رہے۔اس وقت صورت حال یہ ہے کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے ہوئے ہیں اور وہ نہتے اور مجبور کشمیریوں پر غیر قانونی، غیر انسانی اور غیر اخلاقی تین طرح کے حربے آزمائے جا رہے ہیں۔کشمیری شہری یہ ظلم وستم گزشتہ 75 سال سے سہہ رہے ہیں اور اپنے حق کے لیے سیاسی اور عسکری دونوں محاذوں پر مردانہ وار لڑ رہے ہیں۔انڈین آرمی کی تقریباً ساڑھے دس لاکھ سے زائد تعداد تحریک حریت کی آگ کو بجھا نہیں پا رہی اور نہ بجھا پائے گی۔ بھارت تحریک حریت کو ختم کرنے کی اور کشمیر پہ مکمل قبضہ کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے اور ان کوششوں میں اس کے ساتھ اب مزید خوارج ممالک بھی شامل ہو گئے ہیں جن میں اسرائیل سر فہرست ہے۔اس بار بھارت نے کشمیر کو اپنا حصہ بنانے کے لیے وہی حکمت عملی اپنائی ہے جو کبھی اسرائیل نے فلسطین پہ قبضہ کرنے کے لیے بنائی تھی کہ سب سے پہلے کچھ اسرائیلی فلسطین جا کر آباد ہوئے پھر انہوں نے اپنی آبادی میں اضافہ شروع کیا اور مقامی فلسطینیوں سے منہ مانگی قیمتوں پہ زمینیں اور جائیدادیں حاصل کرنا شروع کی اس کے بعد انہیں لالچ دیا اور پھر تیزی سے منہ مانگی قیمت پہ زیادہ سے زیادہ زمینیں خریدنے لگے اور زیادہ تر فلسطینی علاقوں پہ اپنا تسلط قائم کر دیا۔بالکل یہی طریقہ اب بھارت نے آرٹیکل 370 کا خاتمہ کر کے مقبوضہ جموں کشمیر میں اپنایا ہے۔بھارت میں موجود بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت نے بھارتی آئین کی شق 370 کے خاتمے کا اعلان

کر دیا جس کے تحت ریاست جموں و کشمیر کو نیم خود مختار ریاستیں حیثیت اور خصوصی اختیارات حاصل تھے۔۔آرٹیکل 370 کی منسوخی کے بعد سے پورے مقبوضہ کشمیر میں حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں۔انڈین آرمی بلا اجازت گھروں میں داخل ہو کر جسے چاہتی ہے اٹھا لیتی ہے۔خاص طور جوان بچوں کو حریت پسند کہہ کر اپنے ساتھ لے جاتی ہے اور پھر چند دن کے بعد ان کی تشدد شدہ لاشیں کسی اور علاقے سے ملتی ہیں۔یہی نہیں کسی بھی گھر کو آگ لگانا، گھر سے سامان لے جانا اور توڑ پھوڑ کرنا تو روز کا معمول بن گیا ہے اور پھر بین الاقوامی میڈیا کو کشمیر سے اول تو دور رکھا جا رہا ہے یا اجازت دی جا بھی رہی ہے تو چند مخصوص علاقوں تک ہی میڈیا کی رسائی ہے ان علاقوں تک جانے ہی نہیں دیا جا رہا جہاں یہ سفاک گورنمنٹ اپنی فوج کے ساتھ آگ و خون کا کھیل کھیل رہی ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ عالمی میڈیا کی رسائی بھی بند ہے۔اس وقت ان مظلوم کشمیریوں کی دادرسی کرنے والا یا مددگار کوئی نہیں سوائے خدا کی ذات کے۔ ہزاروں گھرانے بے یار و مددگار ایک اللہ اور پاکستانیوں کی مدد کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔

بھارت نے کشمیر میں سیاسی قیدیوں کو کشمیر سے باہر منتقل کر دیا ہے اور انہیں ان کے خاندانوں سے ملنے نہیں دیا جا رہا۔پاکستانی حکومت بھارت کے حالات کو انتہائی باریک بینی سے دیکھ رہی ہے اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کر رہی ہے لیکن اگر بھارت نے یہ ظلم وستم اور کنٹرول لائن کی خلاف ورزی ختم نہ کی تو پھر پاکستانی حکومت اور افواج اس جارحیت کا بھرپور جواب دیں گے۔بیشک پاکستان امن کا خواہاں ہے مگر کسی بھی قسم کی جارحیت پر وہ اپنے دفاع سے غافل نہیں ہو گا۔بلاشبہ انڈین آرمی تعداد میں پاکستان آرمی سے بہت زیادہ ہے لیکن اس میں جذبہ ایمان موجود نہیں ہے۔کسی بھی ملک کا دفاع دیدہ و نادیدہ قوتوں پہ منحصر ہوتا ہے بیشک بھارتی حکومت کے پاس دیدہ قوت موجود ہے لیکن وہ نادیدہ قوت اس کے پاس ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ نادیدہ قوت جذبہ ایمانی ہے۔یہی وہ جذبہ ایمانی ہے جس کی بدولت کشمیری مجاہدین اپنے حق کے لیے لڑ رہے ہیں۔

☆☆☆

کیا مسافر تھے جو اس راہ گزر سے گزرے!!

راشد مشتاق

این ڈی خان پیپلز پارٹی کے بزرگ رہنما ہیں، یہ چڑھتی جوانی میں ذوالفقار علی بھٹو کے عشق میں مبتلا ہوئے اور پھر زندگی اسی عشق میں گھول دی اب بھی اسی عشق کے ساتھ پاکستان کے ساحلی شہر کراچی میں ڈھلتی عمر کی اداس شامیں گزار رہے ہیں، یہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں وفاقی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔اب سیاست سے الگ تھلگ ہیں۔ویسے بھی آج کل کی متعفن سیاست ان کے بس کی بات نہیں۔ برسر آمد مطلب آج وہ اور ان کے سیاسی حریف و''مشیر'' پروفیسر غفور احمدؒ صاحب بے طرح یاد آ رہے ہیں۔۔۔آپ چونک پڑے ہوں گے کہ جماعت اسلامی کا پروفیسر، پیپلز پارٹی کے پروفیسر کا سیاسی مشیر کیسے ہوسکتا ہے؟ لیکن ایسا ہی ہے یہ انکشاف پروفیسر این ڈی خان نے خود کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں کیا تھا۔وہ پروفیسر غفور احمد مرحوم کے حوالے سے ایک کتاب کی تقریب رونمائی میں شریک تھے، یہ دونوں نظریاتی سیاسی مخالف تھے، پروفیسر غفور احمدؒ نے ساری زندگی اسلامی انقلاب کے داعی کی حیثیت سے گزاری اور پروفیسر این ڈی خان کی سیاست، بھٹو کے اسلامی سوشلزم سے شروع ہوکر اور وہیں ختم ہوتی ہے،اس اختلاف کے باوجود وضعداری اور باہمی احترام دیکھئے گا۔ پروفیسر این ڈی خان نے تقریب میں بتایا کہ آج ایک راز سے پردہ اٹھانے لگا ہوں یہ کئی برس پرانی بات ہے جب مجھے پروفیسر غفور احمد کی کال آئی کہ مجھے آپ سے ملنا ہے اور میں آنا چاہ رہا ہوں۔ یہ میرے لئے حیران کن امر تھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ پروفیسر صاحب کو ایسا کیا کام پڑ گیا۔ یہ تو طے شدہ امر تھا کہ کوئی ذاتی کام نہیں ہوسکتا۔ وہ بہت خوددار انسان تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ زحمت نہ کریں میں خود حاضر ہوتا ہوں اور پھر دوسرے دن میں ان کے گھر پہنچ گیا۔ وہ کہنے لگے میں آپ سے کل ہی ملنا چاہتا تھا اس لئے آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اچھا نہیں لگا کہ آپ چل کر آئیں اسی لئے خود چلا آیا۔ یہ کہہ کر میری نظریں ان کے چہرے کی جانب جم گئیں کہ جانے کیا اہم بات ہے کہ انہیں ملنے کی ایسی جلدی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ افواہیں چل رہی ہیں کہ آپ پیپلز پارٹی چھوڑ رہے ہیں۔ میں نے پہلو بدل کر ان سے کچھ گلے شکوے کئے جو مجھے پارٹی قیادت سے تھے۔ وہ خاموشی سے سنتے رہے پھر سمجھاتے ہوئے کہنے لگے کہ اونچ نیچ ہوجاتی ہے آپ کہیں اور جائیں گے تو آپ کو وہاں جگہ بنانے میں بہت وقت لگے گا۔ وہاں آپ کی یہ اہمیت و توقیر نہیں ہوگی، ہم چاہتے ہیں کہ آپ کہیں نہ جائیں پروفیسر این ڈی خان کہنے لگے ان سے کافی دیر بات ہوئی وہ ایک مخلص دوست کی طرح سمجھاتے رہے۔ ان سے مکالمے کے بعد میرے ذہن میں اگر کہیں کوئی ایسا خیال تھا بھی تو وہ وہیں جھٹک دیا، وہ ذرا مشکل وقت تھا لیکن گزر گیا اور اس کے بعد مجھے پارٹی کی جانب سے اہم ذمہ داریاں بھی دی گئیں اور میں پہلے کی طرح فعال

ہوگیا اور یہ پروفیسر غفورؒ صاحب کی وجہ سے ہوا، یہ سب کہتے ہوئے پروفیسر این ڈی خان کی آنکھوں کے گوشے نم سے ہوگئے۔ یہ اپنے دوست اور سیاسی حریف کی بڑائی کا بے رنگ مگر خالص اعتراف تھا۔ اسی تقریب میں انہوں نے ایک اور راز سے پردہ اٹھایا کہ پارلیمان میں قانون سازی کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ پروفیسر غفور احمدؒ صاحب سے اس بارے میں مشورہ کر لیجئے گا، میرے پاپا! ان کی قابلیت کا بہت ذکر کرتے تھے۔

صرف بے نظیر بھٹو، این ڈی خان ہی نہیں سابق وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ بھی پروفیسر غفور احمدؒ کے اخلاص کے معترف تھے۔ شاہ صاحب کی ان سے خوب گاڑھی چھنتی تھی۔ جب بھی وہ کہیں پھنستے تو پروفیسر صاحب سے مشورہ کرنا نہیں بھولتے۔ ان دونوں بزرگ رہنماؤں کا باوجود سیاسی نظریاتی اختلاف کے ایسا رشتہ تھا کہ قائم علی شاہ نے جب سندھ کی وزارت اعلیٰ کا حلف اٹھایا تو دوسرے ہی دن پروفیسر غفور احمدؒ سے ملنے جا پہنچے۔

ان ہی سطور میں پہلے بھی کہیں لکھ چکا ہوں کہ ہمارے دوست نیوز پروڈیوسر راجہ شاہد راوی ہیں کہ پرائیوٹ نیوز چینلز کے آغاز کے دنوں کی بات ہے جب سیاست دانوں کو ٹاک شوز میں لڑانے بھڑانے کا نیا نیا تماشہ شروع ہوا تھا، انہی دنوں انڈس نیوز کے پرائم ٹائم شو میں جماعت اسلامی اور اے این پی کو آمنے سامنے لانے کا پلان بنا۔ جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور احمدؒ کو پروگرام میں مدعو کیا گیا دوسری جانب اسفند یار ولی خان کو اس رازداری سے شرکت کی دعوت دی گئی کہ انہیں پروفیسر صاحب کی آمد سے لاعلم رکھا گیا۔ اب جب مقررہ وقت پر یہ دونوں رہنما نیوز شو کے سیٹ پر پہنچے تو اسفند یار ولی خان، پروفیسر غفور احمد صاحب کو دیکھ کر ٹھٹک گئے اور پروفیسر صاحب کے سامنے بیٹھنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ پروفیسر صاحب نے میرے والد کے ساتھ سیاست کی ہے۔ یہ میرے بزرگ ہیں اور یہ پشتون روایات کے خلاف ہے کہ میں اپنے بزرگوں کے سامنے آجاؤں، پروڈیوسر اور پروگرام کے میزبان نے بہت کہا، منت کی لیکن خان صاحب کی ناں''ہاں'' میں نہ بدل سکی اور وہ شو کئے بغیر ہی چلے گئے۔

آج کے سارے سیاسی لیڈرز کو ان واقعات پر بنی فلم دکھائی جائے کہ دیکھو اسی ملک میں یہ بھی سیاسی اقدار رہی ہیں، یہ اختلاف رکھتے تھے لیکن اپنے کاز سے انصاف برتتے تھے، دلیل سے بات کرتے تھے حریف کو ذلیل نہیں کرتے تھے۔ افسوس کہ آج سیاسی مخالفت کا مطلب دشمنی کے سوا کچھ نہیں۔۔۔ سیاستدانوں کے لیے اس میں سیکھنے کو بہت کچھ ہے اگر کوئی سیکھنا چاہے تو۔۔۔۔

* مسیح الدجال *

دجال کون؟؟

ڈاکٹر عبدالرؤف

دجال:۔۔احادیث کی نظر میں۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر اور علی بن محمد نے بیان کیا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ان سے وکیع نے اور وکیع سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے دجال کے بارے میں جتنے سوالات میں نے کئے ہیں، اتنے کسی اور نے نہیں کئے، (ابن نمیر کی روا یت میں یہ الفاظ ہیں "أَشَدَّ سُؤَالاً مِنِّي "یعنی مجھ سے زیادہ سوال اور کسی نے نہیں کئے)، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "تم اس دجال کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانا اور پانی ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پر وہ اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔"

(بخاری /الفتن 8 2(2 2 1 98،ابن ماجہ/الفتن22(2939)،تحفۃ الاشراف11523)

صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹی کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہریں ہوں گی، تب آپ نے یہ فرمایا: کہ اللہ پر یہ اس سے زیادہ آسان ہے۔ اور ممکن ہے کہ حدیث کا ترجمہ یوں کیا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ پر یہ بات دجال سے زیادہ آسان ہے۔ اس کے معانی کے بارے میں علماء کی کچھ آراء ہیں۔

1۔۔ جب اس نے دجال کو پیدا کر دیا تو اس کو کھانا پانی دینا کیا مشکل ہے۔

2۔۔ دجال ذلیل ہے، یہ روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہریں دجال کی نشانیاں ہوں گی، تا کہ اس کی پہچان کی جاسکے۔ لیکن میرے نزدیک اگر اس حدیث کو دوسری احادیث کے ساتھ ملا کر اور اسلوب کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دجال مادی وسائل سے مالا مال ہوگا۔ لوگوں کو کھلائے پلائے گا، رزق کی اس کے پاس فراوانی ہو گی۔ وسائل بے پناہ ہوں گے۔ جس کے بارے میں چاہے گا اس کے رزق کو تنگ کر دے گا اور جس کو چاہے گا نواز دے گا۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ طاغوت، کفریہ طاقتوں، یورپی استعماری قوتوں، اور یہود و نصاریٰ کے پاس وسائل بے تحاشا مقدار میں ہیں۔ دجال قرض اور امدادی کاموں کے ذریعے اور مادی وسائل کی جھنکار کا استعمال کر کے لوگوں کے ایمان پر حملہ آور ہو گا۔ لوگ بھوک مٹانے کے لیے اس کے زیر نگیں ہوں گے۔ فرعون کے خلاف جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف دعوت دی تو وہ کہنے لگے موسیٰ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو سچا ہے لیکن فرعون ہمارے وسائل پر قابض ہے وہ ہم پر عرصہ حیات تنگ کر دے گا۔

حدیث مبارکہ کے مطابق بھی دجال کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہریں ہونے کا یہی مطلب ہے۔

ترجمہ: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز پڑھائی، اور منبر پر تشریف لے گئے، اور اس سے پہلے جمعہ کے علاوہ آپ منبر پر تشریف نہ لے جاتے تھے، اس بات سے لوگوں کو کچھ تعجب ہوا، کچھ لوگ آپ کے سامنے کھڑے تھے کچھ بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور فرمایا: "اللہ کی قسم! میں منبر پر اس لئے نہیں چڑھا ہوں کہ کوئی ایسی بات کہوں جو تمہیں کسی رغبت یا خوف زدہ کر دینے والے کام کا فائدہ دے، بلکہ بات یہ ہے کہ میرے پاس تمیم داری آئے، اور انہوں نے مجھے ایک خبر سنائی (جس سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ خوشی کی وجہ سے میں قیلولہ نہ کر سکا، میں چاہتا ہوں کہ تمہارے نبی کی خوشی کو تم پر بھی ظاہر کر دوں)

سنو! تمیم داری کے ایک چچا زاد بھائی نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ (ایک سمندری سفر میں) ہوا کا رخ ان کو ایک بے آباد جزیرے کی طرف لے گئی جس کو وہ پہچانتے نہ تھے، یہ لوگ چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر سوار ہو کر اس جزیرے میں گئے، انہیں وہاں ایک کالے رنگ کا شخص نظر آیا جس کے جسم پر کثرت سے بال تھے، انہوں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ (دجال کا جاسوس) ہوں، ان لوگوں نے کہا: تو ہمیں دجال کے متعلق کچھ بتا، اس نے کہا: (نہ میں تمہیں کچھ بتاؤں گا، نہ ہی کچھ تم سے پوچھوں گا)، لیکن تم اس دیر (راہبوں کے مسکن) میں جسے تم دیکھ رہے ہو جاو، وہاں ایک شخص ہے جو اس بات کا خواہش مند ہے کہ تم اسے خبر بتاو اور وہ تمہیں بتائے، کہا: ٹھیک ہے، یہ سن کر وہ لوگ اس کے پاس آئے، اس گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں ایک بوڑھا شخص زنجیروں میں سخت جکڑا ہوا ہے (رنج و غم کا اظہار کر رہا ہے، اور اپنا دکھ درد سنانے کے لئے بے چین ہے) تو اس نے ان لوگوں سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ شام سے، اس نے پوچھا، عرب کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: ہم عرب لوگ ہیں، تم کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ پھر اس نے پوچھا: اس شخص کا کیا حال ہے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا) جو تم لوگوں میں ظاہر ہوا ہے؟ انہوں نے کہا۔ وہ بھی ٹھیک ہے، اس نے قوم سے دشمنی کی، پھر اللہ نے اسے ان پر غلبہ عطا کیا، تو آج ان میں اجتماعیت ہے، ان کا معبود ایک ہے، ان کا دین ایک ہے، پھر اس نے پوچھا: زغر (شام میں ایک گاؤں) کے چشمے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، لو گ اس سے اپنے کھیتوں کو پانی دیتے ہیں، اور پینے کے لئے بھی اس میں سے پانی لیتے ہیں، پھر اس نے پوچھا: (عمان اور بیسان (ملک شام کے دو شہروں) کے درمیان کھجور کے درختوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: ہر سال وہ اپنا پھل کھلا رہے ہیں، اس نے پوچھا: طبریہ کے نالے کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: اس کے دونوں کناروں پر پانی خوب زور وشور سے بہ رہا ہے، یہ سن کر اس شخص نے تین آہیں بھریں) پھر کہا، اگر میں اس قید سے چھوٹا تو میں اپنے پاوں سے چل کر زمین کے چپہ چپہ کا گشت لگاؤں گا، کوئی گوشہ مجھ سے باقی نہ رہے گا سوائے طیبہ (مدینہ) کے، وہاں میرے جانے کی کوئی سبیل نہ ہو گی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔" یہ سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی، طیبہ یہی شہر (مدینہ) ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مدینہ کے ہر تنگ و کشادہ اور نیچے اونچے راستوں پر ننگی تلوار لئے ایک فرشتہ متعین ہے جو قیامت تک پہرہ دیتا رہے گا" (اور

دجال کو وہاں تک آنے سے روکے رکھے گا)

داود۔/ الملاحم 15 (4328،4326)، ترمذی۔/ الفتن 66 (2253)، (تحفۃ الاشراف: 19024)، (الصحیح)

دوسری روایت میں ہے کہ دجال احد پہاڑ تک آئے گا، پھر ملائکہ اس کا رخ پھیر دیں گے۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ زنجیر میں جکڑے اس شخص نے کہا مجھ سے امیوں (یعنی ان پڑھوں) کے نبی کا حال بیان کرو، ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکل کر مدینہ گئے ہیں، اس نے کہا، کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے؟ ہم نے کہا، ہاں، لڑے، اس نے کہا، پھر نبی نے ان کے ساتھ کیا کیا۔۔؟۔۔۔ ہم نے اُسے بتلایا کہ وہ اپنے گرد و پیش عربوں پر غالب آ گئے ہیں اور انہوں نے اس رسول (ﷺ) کی اطاعت اختیار کر لی ہے، اس نے پوچھا کہ کیا یہ بات ہو چکی ہے؟ ہم نے کہا۔۔۔۔ ہاں، یہ بات تو کب کی ہو چکی، اس نے کہا، سن لو! یہ بات ان کے حق میں بہتر ہے کہ وہ اس کے رسول کے تابعدار ہوں، البتہ میں تم سے اپنا حال بیان کرتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں، اور وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ جب مجھے خروج کی اجازت (اللہ کی طرف سے) دے دی جائے گی، میں مکہ اور مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر میں کوئی ایسی بستی نہیں چھوڑوں گا جہاں میں نہ جاؤں، وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں، جب میں ان دونوں میں کہیں سے جانا چاہوں گا تو ایک فرشتہ ننگی تلوار لے کر مجھے اس سے روکے گا، اور وہاں ہر راستے پر چوکیدار فرشتے ہیں، یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھڑی منبر پر ماری، اور فرمایا: طیبہ یہی ہے، یعنی مدینہ اور میں نے تم سے دجال کا حال نہیں بیان کیا تھا کہ وہ مدینہ میں نہ آئے گا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا تھا پھر آپ نے فرمایا، شام کے سمندر میں ہے، یا یمن کے سمندر میں، نہیں، بلکہ مشرق کی طرف اور آپ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا۔

(صحیح مسلم/ کتاب الفتن: باب: قصۃ الجساسۃ۔۔ حدیث حضرت تمیم داری)

اس حدیث کا ظاہر تو یہ بتاتا ہے کہ دجال کسی جزیرے پر ہے اور بوڑھا ہے۔ جبکہ دوسری حدیث کے مطابق دجال جوان ہے۔

> آج ہم دیکھتے ہیں کہ طاغوت، کفریہ طاقتوں، یورپی استعماری قوتوں، اور یہود و نصاریٰ کے پاس وسائل بے تحاشا مقدار میں ہیں۔ دجال قرض اور امدادی کاموں کے ذریعے اور مادی وسائل کی جھنکار کا استعمال کر کے لوگوں کے ایمان پر حملہ آور ہوگا۔ لوگ بھوک مٹانے کے لیے اس کے زیر نگیں ہوں گے۔ فرعون کے خلاف جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف دعوت دی تو وہ کہنے لگے موسیٰ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو سچا ہے لیکن فرعون ہمارے وسائل پر قابض ہے وہ ہم پر عرصہ حیات تنگ کر دے گا

ممکن ہے راوی کو سہو ہوا ہو۔ یا اس نے اس نے یہ سب کچھ عالم رویا خواب میں دیکھا ہو۔ یا اس پر کشف کی کیفیت طاری ہوئی ہو اور تمثیلی انداز میں حقیقت منکشف ہوئی ہو۔ یا پھر اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد فتنہ دجال کی مختلف کیفیات بیان کرنا ہو۔ ہر دور میں دجال صفت ایک نظام دنیا میں رہا یہی وقت کا دجال ہوتا ہے۔ اس حدیث سے ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ ہر دور کے دجال میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنا دجل پھیلانے اور کامیاب کرنے کے لیے ارد گرد کے حالات و واقعات اور چیزوں پر گہری جاسوسی اور نظر رکھتا ہے۔ اس کا بعض چیزوں پر بس نہیں چلتا لیکن وہ مسلسل اس کوشش میں رہتا ہے کہ موقع میسر آتے ہی اپنے جھوٹ، دجل اور فریب کو پھیلائے، لوگوں میں اسلام کے خلاف شکوک اور ملک میں بے چینی پیدا کرے دروغ گوئی کے حصار میں رہے اور لوگوں کو مسلسل گمراہ کرتا رہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ حدیث ایک لطیف اشارہ کرتی ہے کہ کبھی کسی دور میں بھی مسلمانوں کو دجال کے فتنے سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے اور حدیث میں بتائی گئی نشانیوں کی روشنی میں اپنے دور کے دجال کو پہچاننا چاہئے۔ اور دوسروں کو آگاہ کرنا چاہئے۔ بالخصوص ہر اس طاقت پر نظر رکھنی چاہئے جو جھوٹ اور فریب کا جال بنائے اور اس جھوٹ کے سہارے اقتدار تک پہنچ جائے۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

جناب ڈاکٹر عبدالرؤف کا تعلق ٹیکسلا سے ہے۔ معروف عالم دین، دانشور اور محقق ہیں۔ کشمیرالیوم کے مستقل کالم نگار ہیں اور بلا معاوضہ لکھتے ہیں

انتقال پر ملال

مسلم بھائی کپواڑہ کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی، امیر حزبِ المجاھدین سید صلاح الدین احمد کے برادر اکبر (سید غلام محی الدین) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئے، شیر خان بھائی اوڑی بارہمولہ کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ہے، اختر شاہ بھائی بانڈی پورہ کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں رحمت حق ہوئی ہے، عمر صدیقی بھائی بڈگام کے (والد محترم) مقبوضہ کشمیر میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے، بابر بھائی زینہ گیر سوپور کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں رحمت حق ہوئی ہے۔

اللہ پاک مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین

قارئین سے گزارش ہے کہ مرحومین کو اپنے دعاؤں میں یاد رکھیں۔

موجودہ دور میں حکومتِ الٰہیہ

خلافت فی الارض کا تصور اور اسکے قیام کی عملی شکل

انجینئر عدنان الوہاب خان

وقت فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اہتمام ابھی باقی ہے

ہماری نظریاتی اساس اور جدو جہد کا ماخذ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل اور اس قبیل کی دوسری آیات اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہیں۔ پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔۔۔(البقرۃ30)۔اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا۔ اور جسے۔اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاو)۔(شوریٰ13)(اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ انکو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے ان کے لیے انکے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے انکے لیے پسند کیا ہے اور انکی) موجودہ (حالت خوف کو امن سے بدل دے گا۔ النور55)۔۔وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے پورے کے پورے دین پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔(صف9)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے مقاصد میں عدل وانصاف کا نظام قائم کرنا اور لوگوں کے مابین موجود ظلم واستحصال ختم کرنا۔ ترجمہ:۔''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان نظام عدل قائم کروں''(شوریٰ15) قرآن اور شریعت کے مطابق نظام عدل اجتماعی قائم نہیں ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن مکمل نہیں ہوتا، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے (آل عمران18) تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور ہدایت یافتہ لفائے راشدین کی سنت کی پیروی کریں (الحدیث)۔

نصب العین:۔تحریک پوری انسانیت کو بندوں کی غلامی سے نجات اور ظالم و باطل نظام کے چنگل سے نکال کر اسلام کے عادلانہ نظام میں لانے کو اپنا نصب العین سمجھتی ہے جس کا منہج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین ہوگا۔ انشاء اللہ ا۔لہٰذا تحریک عدل کی سرگرمیوں کا اولین ہدف حزب اللہ کو معرض وجود میں لانا، پاکستان میں اسلام کا نفاذ اور بحالی خلافت ہے۔ترجمہ:۔''اللہ کی جماعت ہی سب پر غالب رہنے والی ہے''۔(المائدہ56) طریقہ کار:۔تحریک تبدیلی نظام کا وہی کام کرنا چاہتی ہے جو انبیاء کی بعثت کا مقصدِ اولی رہا ہے۔ اور جسے اپنی مکمل اور جامع ترین صورت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا اس سلسلے میں قیام خلافت اور دوام خلافت کے ادوار کو جو نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے عیاں ہیں اختیار کیا جائے گا۔ مکی دور نبوت صلی اللہ علیہ وسلم جو قیام خلافت کے دور پر مشتمل ہے میں جو تبدیلی نظام کے لیے طریقہ کار کا اختیار کیا گیا وہ مختصر یہ کہ جس نظام کو لانا تھا اس کی دعوت دی گئی اور جس کو بدلنا تھا اس سے بقدر استطاعت، انقطاع کیا گیا۔ یاد رہے ہمارا نام مسلم ہمارا مسلک اسلام ہماری جماعت امت مسلمہ ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام، دنیا کی امامت کا

تحریک عدل اسلام کی نشاط ثانیہ کے لیے کوشاں تحریک ہے جس کا مقصد قیام دین وخلافت اور غلبہ دین ہے۔ اسلام کی نشاط ثانیہ تب تک ناممکن ہے جب تک ہر مسلمان اسلام کو اپنی ذات پر اسی طرح نافذ نہیں کر لیتا جس طرح صحابہ کرام اجمعین نے اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ اسلام کو اپنی ذات پر نافذ کرنے والا شخص ہی اپنے گھر، محلّہ، خاندان، ملک اور پوری دنیا پر نافذ کر سکتا ہے۔تحریک عدل قرآن کے ذریعے سے مملکت پاکستان میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ یہ انقلاب تبھی ممکن ہے جب ہم اپنی رہ نمائی کے لیے ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے قرآن کریم سے راہ نمائی حاصل کریں اور قرآن ہی کو اپنا دستور اور آئین مانیں اور قرآن کی روشنی کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں۔تحریک عدل مملکت پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر بنا میں فوری طور پر اسلام کے نفاذ کا مشن رکھتی ہے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی بھی آئین وقانون اسلام سے متصادم نہیں ہوسکتا، تمام غیر اسلامی آئینی دفعات اور غیر اسلامی قوانین سے فوری دستبرداری، فوری طور پر شریعت کے نفاذ کا ارادہ رکھتی ہے۔ اسلامی پاکستان ہی خلافت کے احیا کی طرف پہلا قدم ہے۔ اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹ مرنے والے راسخ عقیدہ مسلمان، جفاکش، محنتی عوام؛ آرمی، نیوی اور ایئر فورس اسلامی پاکستان کو ایک عالمگیری خلافت کی تحریک میں بدل دے گا جس کے پیش نظر زمین پر اللہ کے دین کا نفاذ، غلبہ دین اور شہادت علی الناس جیسے اعلیٰ فرائض کی انجام دہی ہوگی۔ ان شاءاللہ ۔

محروم تماشہ کو پھر دیدہ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

موجودہ دور میں خلافت کا احیاء:۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

کیا موجودہ دور میں خلافت کا احیاء ممکن ہے یا یہ کسی دیوانے کا خواب ہے اکثر داعیان خلافت کو اس سوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کا جواب بھی ہم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ ادوار ہوں گے۔1۔ دور نبوت 2۔ دور خلافت راشدہ 3۔ دور بادشاہت/ملوکیت 4۔دور ظلم و جبر 5۔دور خلافت علی منہاج نبوت۔۔آج ظلم وجبر کا دور دورہ ہے، زمین پر اللہ کا نظام نافذ

تحریک عدل اسلام کی نشاط ثانیہ کے لیے کوشاں تحریک ہے جس کا مقصد قیام دین وخلافت اور غلبہ دین ہے۔اسلام کی نشاط ثانیہ تب تک ناممکن ہے جب تک ہر مسلمان اسلام کو اپنی ذات پر اسی طرح نافذ نہیں کر لیتا جس طرح صحابہ کرام اجمعین نے اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ اسلام کو اپنی ذات پر نافذ کرنے والا شخص ہی اپنے گھر،محلّہ،خاندان،ملک اور پوری دنیا پر نافذ کر سکتا ہے۔تحریک عدل قرآن کے ذریعے سے مملکت پاکستان میں اسلامی انقلاب برپا کر نے کے لیے کوشاں ہے۔یہ انقلاب تبھی ممکن ہے جب ہم اپنی رہ نمائی کے لیے ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے قرآن کریم سے راہ نمائی حاصل کریں اور قرآن ہی کو اپنا دستور اور آئین مانیں اور قرآن کی روشنی کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں۔تحریک عدل مملکت پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر بنا میں فوری طور پر اسلام کے نفاذ کا مشن رکھتی ہے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی بھی آئین وقانون اسلام سے متصادم نہیں ہو سکتا،تمام غیر اسلامی آئینی دفعات اور غیر اسلامی قوانین سے فوری دستبرداری،فوری طور پر شریعت کے نفاذ کا ارادہ رکھتی ہے

نہیں ہے۔ خلافت کے ادارے کو ختم ہوئے ایک سو سال ہو چکے ہیں۔نیشین اسٹیٹس کی کے ادارے کی بنیاد رکھ کر وطنیت کے بتوں کی پوجا شروع ہے، سود اور سرمایہ داری نظام نافذ ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے انسانوں کو بحیثیت مجموعی غلام بنایا گیا، دنیا کو جنگوں اور تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کیا گیا، آزادی اظہار، جمہوریت، مادر پدر آزادی کے نام پر انسانیت کا جنازہ نکال دیا گیا۔ظلم کا نظام اپنے انجام کے قریب ہے۔اگلا دور خلافت علیٰ منہج نبوت کا ہے ان شاء اللہ جس کا مقصد خلافت راشدہ کا احیا،۔۔۔ظلم سے بھری ہوئی دنیا کو عدل سے بھرنا، نیشن سٹیٹ کا خاتمہ، زمین کو اللہکے نور سے بھرنا اور اسلام کا پوری دینا پر غلبہ قائم کرنا ہوگا۔ظلمت کی اندھیری رات کا منحوس سایہ بہت تیزی سے اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے اور ختم ہونے کے قریب ہے۔ان شاء اللہ۔ظلم کے نظام کو ایک نہیں۔۔آخری دھکا دو۔ظلم آخر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔مولیٰعلیؓ کا قول ہے کہ کفر کا نظام چل سکتا ہے لیکن ظلم کا نظام نہیں چل سکتا۔ ایک اور مغالطہ جو آج کے مسلمانوں کو درپیش ہے وہ یہ کہ خلافت امام مہدی/ امام غائب ہی قائم کریں گے اور انکے ظہور تک خلافت قائم نہیں ہو سکتی۔تو کیا ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں؟ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ خلافت سے آنکھیں چرائیں؟ اسی طرح خلافت کے قائم نہ ہونے کے نقصانات مثلاً شرعی قوانین کا نفاذ نہ ہونا، جہاد بالسیف ناممکن، اتحادِ مسلم ناممکن، قیام صلواۃ وزکوٰۃ اور فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی کما حقہ ادائیگی ناممکن، نظام اطاعت کا درہم برہم ہونا، نہ غلبہ دین، حق کی جستجو اور اجتہاد کے دروازے بند کر کے نظریں نہیں چرا سکتے۔قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں۔۔

محنت سے خلافت کا قیام عمل میں آئے گا۔انسان کے ہاتھ میں کوشش ہے اور اس کو احیائے خالفت کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔خلافت کے قیام کی جدوجہد فرضِ کفایہ ہے۔ خلافت کے قائم کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین تین دن تک موخر رکھی جب تک خلیفہ کا اعلان نہیں ہو گیا۔

آنخضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب معاشرہ گمراہیوں،شرک،فضول رسم ورواج،معاشرتی انحطاط کی دلدل میں گھرا ہوا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت توحید،فکر آخرت،رجوع اللہ،اور انکی جدوجہد اقامت دین حق یعنی اسلام کو غالب کرنے کیلئے تھی۔اس کام کو کرنے کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جماعت قائم کی ان کو تعلیم دی، انکا تزکیہ نفس کیا، انکو قرآن اور حکمت سے روشناس کروایا، انکے آپس کے معاملات میں قربانی وایثار، بھائی چارہ اور مساوات، رحمدلی اور ہمدردی اور اعلیٰ جذبے کو پروان چڑھایا۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

اقامت دین

صحابہ کرام رضوان اللہ تعلیٰ علیھم اجمعینکے آگے اعلیٰ مقصد حیات رکھا اور پھر صحابہ کی جماعت نے بھی اپنے آپ کو اللہکی جماعت ثابت کرنے اور دنیا سے گمراہی کے اندھیروں اور توحید کے نغموں سے منور کرنے کیلئے تربیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا۔

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئے صبح و شام پیدا کر

کیا ہمارا عدالتی نظام، اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کر رہا ہے ترجمہ:۔اور جو لوگ فیصلہ نہ کریں احکام کے مطابق جو نازل کئے ہیں اللہ نے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔۔۔ ظالم ہیں۔۔۔۔ فاسق ہیں۔المائدہ- 4 4۔ 7 4۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے مقاصد میں عدل وانصاف کا نظام قائم کرنا اور لوگوں کے مابین موجود ظلم واستحصال ختم کرنا۔ترجمہ:۔اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان نظام عدل قائم کروں۔۔شوریٰ 1 5۔۔قرآن اور شریعت کے مطابق نظام عدل اجتماعی قائم نہیں ہوتا تو حضور کا مشن مکمل نہیں

ہوتا۔محمد رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ جو ہدایت وراہ نمائی اور دین حق یعنی ضابطہ حیات دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیان پر غالب کردیں۔ترجمہ:''وہی ہے وہ ذات جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ غالب کردے اسے تمام ادیان پر''۔توبہ،33الفتح،28الصف9

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہ
کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح وقلم تیرے ہیں

یہی وجہ ہے کہ جب حضور کا مشن پایہ تکمیل کو پہنچا اورآپ کاوصال ہواتونظام خلافت کی ابتداہوئی ۔آپ کے وصال کے بعداب یہ کام ہر مسلمان پرفرض ہے کہ وہ یہ دعوت عام کرے اورسنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتے ہوئے اقامت دین حق کی اپنی سی کوشش کرے۔ آج کا مسلما ن اپنے اوپر عائد دعوت کی ذمہ داری سے نا آشنا ہے،امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بھی چاہے تو قوت نافذہ کی غیر موجودگی میں نہیں کرسکتا،آج بھی کروڑوں،اربوں لوگ اسلام کی نعمت سے محروم ہیں کیونکہ آج کا مسلمان شہادت علی الناس کا فریضہ ادانہیں کررہے۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

آج کا مسلما ن تفریق درتفریق میں گھرا ہوا ہے پہلے ہی مسلکی،فقہی تفریقوں میں بٹا ہوا تھا اور موجودہ دور میں رہی سہی کسر ملکی،لسا نی،نسلی اورزبا نی تقسیم نے پوری کردی ہے۔ ترجمہ:''اور ہیں فرقوں میں بٹے لوگ مگر اس کے بعد کہ آچکا تھا انکے پاس صحیح علم اور ہوئی یہ فرقہ بندی ایک دوسرے کی ضد میں''۔شوریٰ14۔۔تحریک عدل امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ترجمہ:''اور مضبوطی سے تھام لو تم اللہ کی رسی کو سب مل کر اور فرقہ بندی نہ کرو''۔آل عمران103(اور اللہ کی جماعت)حزب اللہبنا نے کی کوشش ہے۔آئیں اپنے اس دینی فریضہ کو سمجھتے ہوئے اسلام کے داعی بنیں اور یہ پیغام د نیا کے کونوں کونوں میں پہنچائیں۔ ترجمہ:۔''اوراس شخص سے بہتر بات اورکس کی ہوگی جو بلائے اللہ کی طرف اور وہ نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں''،حٰم سجدہ33

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

اللہ تعلیٰنے زماں ومکاں کی قید کے بغیر ان لوگوں سے جو ایمان لائے اللہ پر اور نیک عمل کرتے رہے سے زمین میں خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ایک اور مغالطہ جو آج مسلماوں کو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ آج جب امت ملکی،فرقی،لسانی بنیادوں پر تقسیم ہے تو خلافت کیوں کر قائم ہوگی۔کیا ایک عجمی خلیفہ ۔۔عربوں کو قابل قبول ہوگا،خلیفہ کس فرقہ کا ہوگا،کس امام کا مسلک آفیشل مسلک تصور ہوگا بدقسمتی سے یہ سوال اٹھاتے ہوئے لوگ اسلام کی تعلیمات کو فراموش کر بیٹھتے ہیں،اسلام نے آج سے1400برس پہلے تمام عصبیتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور تمام نسلی،قومیتی،لسانی تفرقوں کو ختم کردیا ہے اورکسی کی بڑائی کا معیار صرف اور صرف تقوی کو قرار دیا ہے۔اسلام نے فرقہ بندی سے منع فرمایا ہے اور آپس کی ضد کو فرقہ بندی کی وجہ بتایا ہے۔اگر اسلام کی کسوٹی پر ان سوالوں کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے تو آسانی سے اسلام کی روشنی سے مستفید ہوا جاسکتا ہے۔بالفاظ دیگر تفرقہ بازی خلافت کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ خلافت تب قائم ہوگی جب مسلمان فروعی اختلافات پس پشت ڈال کر مسلکوں سے اوپر اٹھیں گے۔ موجودہ دور میں کسی اسلامی ملک کی تحریک ہی عالمی خلافت میں تبدیل ہوگی۔

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے، تو مصطفوی ہے
نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھادے
اے مصطفوی! خاک میں اس بت کو ملا دے

پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا،بدقسمتی سے جس مقصد کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا،آج تک ہم وہ مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔پاکستان بننے کے بعد بانی پاکستان نے کئی مواقعوں پر اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان اللہ کی خاص عنایت ہے۔اب یہ ہمارا کام ہے کہ اسے دنیا کے سامنے جدید اسلامی،فلاحی ریاست کا نمونہ بنائیں اور خلافت راشدہ کا احیا کریں۔

دین کا آئین ہی درکار ہے۔دین کا بس اک یہی معیار ہے

پاکستان میں وقتاً فوقتاً نفاذ شریعت،ختم نبوت کی تحاریک چلتی رہیں۔ پاکستا ی عوام مصر،الجزائر،ترکی،لیبیا کی اسلامی آزادی کی تحریکوں،کشمیر اور فلسطین کے مظلوموں،بوسنیا،چیچنیا کی آزادی کی جنگ کے حمایتی رہے ہیں۔افغانستان کے عالمی جہاد کے ذریعے طویل عرصے کے بعد جہاد کا احیاء ہوا ہے اور اسی طرح تبلیغ کی عالمی جماعت کا روز بروز بڑھتا ہوا سلسلہ، ناموس رسالت کے مسئلہ کو عالمی سطح پر اٹھانے جیسے معاملات پاکستان سے احیائے خلافت کے لیے سازگار ماحول فراہم کرنے کی نوید سنا رہے ہیں۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اسلامی پاکستان سے خلافت کو عالمگیر تحریک میں بدلنے میں پاکستان کی چھ لاکھ فوج،جدید ائیر فورس، میزائل اور ایٹمی پروگرام،محنتی جفاکش عوام،پڑھا لکھا طبقہ،وسیع نوجوان طبقہ اہم کردارادا کرے گا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ضرورت ہے صاحب اقتدار کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کر کے ایک پرزور اسلامی عوامی تحریک کے نتیجے میں پاکستان میں ایک اسلامی حکومت کے قائم کرنے کی۔تحریک عدل پاکستان ان مقاصد کے حصول کیلئے کوشاں ہے ۔آئیں ہمارا ساتھ دئیں۔

(انجینئر عدنان الوہاب خان نے یہ مقالہ قلم کاروان ادبی انجمن کے اہتمام سے منعقدہ کانفرنس میں پڑھا۔موضوع کی اہمیت اور مناسبت کی وجہ سے ہم یہاں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں)

سرینگر میں جی-20 اجلاس

تحریک کشمیر دبانے کا ایک اور بھارتی حربہ

انجینئر حمزہ محبوب

بین الاقوامی تعلقات عامہ میں ایک اصطلاح ''In diplomacy, either you are on the table or on the menu'' کا استعمال کیا جاتا ہے جو کہ اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ ریاستوں کے باہمی تعلقات اور تنازعات کے حل میں ایک فریق یا تو اپنے جملہ وسائل بشمول معاشی صورتحال، سیاسی نظام اور جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے اس درجہ پر ہوتا ہے کہ وہ اپنی بات، موقف اور ایجنڈا کی تکمیل بآسانی کروالیتا ہے یا دوسری صورت میں اس قدر بے وقت ہوتا ہے کہ دوسری طاقتیں اسے تر نوالہ بنا لیتی ہیں۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر کا معاملہ بھی کچھ اسی سطر کے بیچوں بیچ گھومتا ہے جہاں تقسیم ہند کے وقت کا چھوڑا تنازعہ اقوام متحدہ کی قراردادوں سے سفارتی 'ٹیبلز' کی زینت بنتا رہا۔ 1947 میں طویل انگریز راج کے اختتام اور تقسیم ہند کے نتیجہ میں پاکستان و بھارت کے معرض وجود میں آتے ہی باونڈری لائن کمیشن کی بے ایمانی، نہرو-مہاراجہ روابط اور نہرو-ماونٹ بیٹن سازباز نے دونوں ممالک کے درمیان ریاست کشمیر کو بطور تنازعہ بنا کر لا کھڑا کیا اور تقسیم ہند کے پہلے برس ہی جنگ چھڑ گئی۔ تنازعہ کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی جانب سے 1948 میں قراردادیں منظور کی گئیں، جن کی روشنی میں تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت برصغیر کی تمام دیگر ریاستوں کی طرح کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ بھی یہاں کے باسیوں کو حق رائے دہی کی صورت میں دیا گیا۔ گزشتہ چھہتر برسوں میں بھارت نے کشمیریوں کے تسلیم شدہ حق رائے شماری پر عملدرآمد تو درکنار ریاست پر اپنا جابرانہ تسلط قائم رکھنے کے لیے طاقت، قوت اور اختیار کا بے دریغ استعمال کیا جس کی دنیا کے باضمیر حلقوں نے بارہا مذمت کی۔ کشمیریوں کی جدوجہد اور پاکستان کی جانب سے عالمی فورمز پر ترجمانی سے دنیا کے سامنے بھارت کا ظلم، جابرانہ رویہ اور غاصبانہ قبضہ بارہا

بے نقاب ہوتا رہا۔ تاہم کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو دبانے کی مذموم و ناکام کوشش کے بعد بھارت اب اس کوشش میں مگن ہے کہ جھوٹے بیانیے سے دنیا کے طاقت ور حلقوں کو اپنے ساتھ ملا کر کشمیر کا مسلہ 'سفارتی ٹیبل' سے ہٹا کر 'غاصبانہ مینو' کا حصہ بنا دیا جائے اور غیر قانونی قبضہ کو تقویت بخشتے ہوئے غیر آئینی اقدامات اور اوچھے ہتھکنڈوں سے بھارت میں ضم کیا جا سکے۔

ریاست پر اپنا تسلط برقرار رکھنے کی کوشش کے تسلسل میں 22،23 مئی کو بھارت کی جانب سے جی 20 ممالک کی ٹورازم سے متعلق میٹنگز کے لیے متنازعہ ریاست کے شہر سرینگر کا انتخاب کیا گیا ہے جو کہ ان 20 ممالک کے سامنے اپنی جارحیت چھپانے، تحریک کشمیر دبانے اور حالات سازگار دکھانے کی سازشوں کی کڑی ہے۔ یعنی ہندوتوا سرکار 5 اگست 2019 کے آرٹیکل 370 اور 35A کی منسوخی سے ریاستی تشخص، بین الاقوامی قوانین، اقوام متحدہ کی قراردادوں اور کشمیریوں کی امنگوں کو شب خون مارنے کے بعد کشمیر کی موجودہ صورتحال یعنی اضطراب، جدوجہد آزادی کرنے والے باشندوں کو شہید، انسانی حقوق کے علمبرداروں کی قید، میڈیا و انٹرنیٹ کی پابندی، سیاسی قیادت کی نظر بندی، غیر آئینی عدالتی ٹرائل، ہندو آبادکاری، غیر ریاستی باشندوں کو ڈومیسائل کے اجرا اور 10 لاکھ فوج کے قبضہ پر 'پردہ پوشی' کر کے یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ کشمیر میں تحریک کا وجود اور بھارت سے آزادی کی امنگ ختم ہو چکی ہے اور حالات بالکل معمول کے مطابق ہیں، جو صریحاً حقیقت کے برعکس، سچ سے کوسوں دور، ہندوتوا اقدامات، مکارانہ بیانیہ، جھوٹ، فریب، منافقانہ خارجہ پالیسی سے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا ایک اور حربہ ہے۔

بھارت کی جانب سے کشمیر پر چھہتر برس کے غاصبانہ قبضہ کے بعد 5 اگست 2019 کو آرٹیکل 370 اور A-35 کی شقوں کی منسوخی سے ریاستی تشخص پر شب خون مارتے ہوئے نہ صرف اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی کی گئی بلکہ پاک-بھارت باہمی معاہدات، ہری سنگھ و بھارت کے نام نہاد معاہدہ الحاق اور ازخود بھارتی آئین کی بھی خلاف ورزی کی

> ہندوتوا سرکار 5 اگست 2019 کے آرٹیکل 370 اور 35A کی منسوخی سے ریاستی تشخص، بین الاقوامی قوانین، اقوام متحدہ کی قراردادوں اور کشمیریوں کی امنگوں کو شب خون مارنے کے بعد کشمیر کی موجودہ صورتحال یعنی اضطراب، جدوجہد آزادی کرنے والے باشندوں کو شہید، انسانی حقوق کے علمبرداروں کی قید، میڈیا و انٹرنیٹ کی پابندی، سیاسی قیادت کی نظربندی،، غیر آئینی عدالتی ٹرائل، ہندو آبادکاری، غیر ریاستی باشندوں کو ڈومیسائل کے اجرا اور 10 لاکھ فوج کے قبضہ پر 'پردہ پوشی' کر کے یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ کشمیر میں تحریک کا وجود اور بھارت سے آزادی کی امنگ ختم ہو چکی ہے

گئی۔ تنسیخ سے بھارتی شہریوں کو زمین کی خریداری کا حق حاصل ہوا جو بلا شک وشبہ اسرائیل کی طرز پر آبادکاری کا ایسا منصوبہ ہے کہ جس کے نتیجہ میں آبادیاتی تناسب کو تبدیل کرنا مقصود ہے۔ آبادیاتی تناسب سے مراد کشمیر میں مسلم اکثریت کے تناسب کو متاثر کر کے ہندو پنڈت آبادکاری سے آبادی کا کچھ ایسا تناسب قائم کرنا کہ جو اقوام متحدہ کے تفویض ممکنہ وآمدہ ریفرنڈم والی قرارداد کو ہی پس پشت پر ڈال دے۔ یعنی کہ اول تو ریاست کشمیر کی خصوصی حیثیت ہی ختم ہو جائے اور بھارت میں ضم ہو جائے۔ دوم، اگر ریفرنڈم ہو بھی تو نئے آبادیاتی تناسب سے ریاست کے مستقبل کا فیصلہ بھارت کے حق میں کروایا جائے۔ ریاست کے باسیوں نے ان اقدامات پر بھرپور ردعمل دیا اور ریاست کا خصوصی تشخص ختم کرنے کا انتہائی اقدام تصور کیا گیا۔

امیت شاہ کی پولیٹیکل انجینئرنگ، اجیت دوول کے عزائم، آر ایس ایس کے مقاصد کی تکمیل کرتے نریندرا مودی کی ہندوتوا پالیسی سے کشمیریوں کا تشخص مسخ کرنے کی کوششوں کے بعد دنیا کو جھوٹا بیانیہ دکھانے کے حربوں میں جی-20 اجلاس کا انعقاد کوئی پہلا موقع نہیں بلکہ ایسے عزائم کی بے نقابی یورپی یونین کی جانب سے ڈس انفولیب (DISINFOEU) کی نشاندہی کی صورت میں بھی ہوئی۔ بھارت کی جانب سے بے شمار ایسی ویب سائٹس بنائی گئیں جو بظاہر ریسرچ کے ادارے تھے اور یورپی یونین ان ویب سائٹس کی ریسرچ کے نتیجہ میں مختلف جریدوں کی تشہیر کرتی تھی لیکن 2019 میں تحقیق وچھان بین کے نتیجہ میں یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ بھارت نے بے شمار جعلی اکاؤنٹ و ویب سائٹ محض اس غرض سے بنائیں کہ جن سے غلط معلومات، پروپیگنڈہ اور حقائق سے

منافی موقف دنیا کو پہنچا کر کشمیر کی حقیقی صورتحال سے آگاہی سے کوسوں دور بھارتی ایجنڈا کو پروان چڑھایا جائے۔ یورپی یونین نے بھارت کے ان عوامل کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ باقاعدہ رپورٹ نشر کی جو میڈیا اور خبروں کی زینت بنی۔

یورپی یونین جیسے مستند اتحاد کی جانب سے پردہ چاک ہونے کے باوجود بھارت اپنی منافقانہ چالاکیاں و چالبازیوں سے باز نہ آیا۔ یورپی پارلیمان کے 28 ممبران کو اکتوبر 2019 میں ریاست کے خرچ پر مقبوضہ علاقوں کا دورہ کروا کر یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی گئی کہ ریاست میں امن قائم ہے اور بھارت کے آئین منسوخی کے اقدامات سے ریاست کے نظم ونسق اور کشمیریوں پر اثر انداز نہیں ہوئے۔ مزید برآں بھارت کی جانب سے اقوام متحدہ کی مستقل رکنیت حاصل کرنے کی کوشش بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ بھارت، برازیل، جرمنی نے مستقل رکنیت کے لیے کوششیں تیزی سے جاری کر رکھی ہیں۔ مگر پاکستان، روس، ارجنٹائن اور چین کے اقدامات سے بھارت کی یہ چال کامیاب ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔

ماضی کی قصہ گوئی کو چھوڑ کر حال کا ہی جائزہ لیا جائے تو ہندوتوا سرکار مقبوضہ ریاست میں آزادی پسند قوتوں کے پلوامہ حملہ کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والے 40 فوجی اہلکاروں کی لاشوں پر بھی جھوٹ اور الزام تراشی کے حربوں سے باز نہیں آیا۔ 14 فروری 2019 کو پلوامہ حملہ ہوا اور بغیر کسی ثبوت کے پاکستان کو موردالزام ٹھہرا دیا گیا۔ بعد ازاں 28 فروری کو اسی کو بنیاد بنا کر نام نہاد فالس فلیگ آپریشن اور پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی گئی کہ جس پر پاک فضائیہ کے بھرپور جواب سے ہزیمت اٹھانی پڑی۔ بھارت کے جھوٹے بیانیے کی مثال اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ بھارتی طیارے کے

> جہاں ریاست کشمیر کے اسٹیک ہولڈرز کی طویل محنت سے تحریک کشمیر توانا اور امید آزادی زندہ ہے وہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی جانب سے مزاحمتی خارجہ پالیسی کے بجائے جارحانہ پالیسی کا اجرا کیا جائے کہ جس سے بھارت کا جھوٹا بیانیہ ہرفورم پر مسلسل اور نئی جہتوں کے ساتھ اجاگر کیا جاسکے۔ حال ہی میں آرمی چیف جنرل عاصم منیر کے پالیسی بیان اور وزیر خارجہ کے دورہ بھارت میں پالیسی بیانات خوش آئند ہیں

پاکستان حدود میں گر جانے اور پائلٹ ابھی نندن کی گرفتار کو بھی فتح کا روپ دھارنے کی کوشش کرتے ہوئے صدارتی اعزاز سے بھی نوازا گیا اور بھارتی میڈیا پر بھی کچھ ایسا بیانیہ بنایا گیا کہ جس سے عوام کے دل کو تسلی ہو اور حقیقی سبکی کو نام نہاد کامیابی بنا کر نریندرا مودی اور بھارتی جنتا پارٹی کو ہندو اکثریت کی سیاسی حمایت حاصل ہو سکے۔ پلوامہ حملہ سے متعلق کشمیر کے اس وقت کے گورنر ستیہ پال نے بھارت کے الزام کی قلعی بھی کھول دی ہے کہ جس میں انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ یہ حملہ واضح طور پر انتظامی اور سیکیورٹی لیپس تھا کہ اس ممکنہ حملے کے بارے میں انٹیلی جنس رپورٹ اور فوجیوں کی تعداد بڑھانے کے بارے میں سفارشات مرکز کو بھیجی گئیں لیکن وہاں سے کوئی

اقدامات عمل میں نہ لائے گئے۔ ان کے انٹرویو کا جو کلپ وائرل ہے اس میں انھوں نے کہا کہ انھیں اچھی طرح یاد ہے کہ انھوں خود مودی کو یہ بتایا تھا جب مودی نے انھیں جم کاربٹ نیشنل پارک سے نکل کر فون کیا تھا۔ انھوں نے کہا 'مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس دن وہ کسی فوٹو شوٹ پر جم کاربٹ نیشنل پارک میں تھے جہاں سگنل (فون) نہیں ہوتا ہے اور انھوں نے مجھے فون کیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ ہماری غلطی سے ہوا ہے اگر ہم انھیں طیارے دے دیتے تو یہ نہیں ہوتا تو انھوں نے ہمیں چپ رہنے کے لیے کہا۔' انھوں نے کہا کہ 'اجیت ڈووال نے بھی مجھے کہا، آپ مت بولیے آپ چپ رہیں۔ صحافی نے اس پر کہا کہ 'یعنی یہ ایک طرح سے سرکار (حکومت) کی پالیسی تھی کہ پاکستان پر الزام لگاؤ، ہم لوگ اس کا کریڈٹ لیں گے اور یہ ہمیں انتخابات میں مدد دے گا۔' ان کی اس وضاحت پر ستیہ پال ملک نے حامی بھری۔ اس خاموشی اور جھوٹ سے پاکستان مخالف بیانیہ بنا کر ہندو اکثریتی ووٹ حاصل کر کیا آر ایس ایس کے سیاسی گروپ بی جے پی نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی۔

جہاں بھارت ایک جانب مسلسل جھوٹ و فریب سے اپنی سفارتی حیثیت اور بیانیہ بنانے کی کوششوں میں مگن ہے تو وہیں عالمی مستند اور باضمیر ادارے کشمیر کی حقیقی صورتحال سے نہ صرف آگاہ ہیں بلکہ اس امر کے شاہد ہیں کہ بھارتی قابض افواج کی قتل و غارت سیمیں اب تک ایک لاکھ سے زائد کشمیری جام شہادت اور ایک لاکھ سے زائد بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ 2016 سے لیکر اب تک 16 ہزار مظلوم شہری پیلٹ گنوں کے چھروں سے متاثر، 1300 لڑکے قوت بینائی سے محروم ہوئے۔ 2008 میں آٹھ ہزار گمنام اور اجتمائی قبروں کے انکشاف نے بھی دنیا کو ورطہ حیرت میں مبتلا کیے رکھا جو بھارت کے ظلم کی نمایاں مثال ہے۔ بھارتی قابض افواج کی جانب سے قریبا 16000 آپریشنز کے نتیجہ میں 13 ہزار سے زائد بچوں کو غائب کیا گیا۔ جبکہ 2016 سے اب تک بھارتی ہندوتوا فوج کی جانب سے قریبا 4 ہزار خواتین کی عصمت دری اور لگ بھگ 700 خواتین کو قتل کیا گیا۔ بھارت کے ان غیر انسانی اقدامات کا ذکر ماضی میں پاکستان کی جانب سے 131 صفحات پر مشتمل ڈوزیر میں بھی کیا گیا کہ جس میں یہ انکشاف بھی ہوا کہ 2016 سے بھارتی فوج کے لگ بھگ 1128 افراد انسانی حقوق کی پامالی میں ملوث رہے ہیں۔ یاد رہے یہ تعداد بھارتی فوج کے اعلی افسران یعنی میجر جنرل، برگیڈیر و دیگر عہدیداران پر مشتمل ہے۔ یاد رہے یہ شماریات بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس و تحقیق سے شامل کیے گئے۔

بھارتی جھوٹے بیانیے کے برعکس حقائق تو کچھ یوں بھی ہیں کہ ریاست میں 5 اگست سے ایک دن قبل ہی ریاست کشمیر میں تمام سیاسی رہنماوں کو گرفتار کرتے ہوئے پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت حراست میں رکھا گیا یا نظر بند کر دیا گیا۔ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق 33 سیاسی رہنماوں کو ایک جگہ قید کیا گیا۔ وادی میں مکمل طور پر کرفیو، انٹرنیٹ بند اور سکول لگ بھگ سات ماہ تک بند رہے۔ تمام تر پابندیوں کے ہوتے ہوئے صحافیوں پر بھی پابندی عائد کر دی گئی کہ جس کے تحت بھارتی ریاست کے

مفادات سے ٹکراؤ والی کسی بھی رپورٹ کی اشاعت پر سزائیں دینے کا فیصلہ کیا گیا ظلم و بربریت کے اس نئے دور میں عظیم بزرگ حریت رہنما سید علی گیلانی نے بھی دوران نظر بندی ہی وفات پائی لیکن ان کی میت بھی ورثا کے حوالے کرنا تو درکنار بلکہ وصیت کے برخلاف گمنام جگہ پر تدفین تک کر دی گئی۔ جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے سربراہ و معروف حریت رہنما یٰسین ملک کو بھی غیر قانونی مقدمات میں الجھا کر پابند سلاسل کیا گیا ہے۔ یہی نہیں خواتین کے حقوق کی علمبردار آسیہ اندرابی کو بھی مقید کیا گیا ہے جبکہ ان کے شوہر بھی گزشتہ 27 برس سے مقید ہیں۔ جن کو ایشیا کے سب سے طویل مدت سے مقید فرد کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ دی ٹائمز کی حالیہ رپورٹ میں دنیا کے سو بااثر افراد کی فہرست میں شامل کشمیر سے تعلق رکھنے والے حقوق انسانی کے علمبردار خرم پرویز کو بھی غیر قانونی طور پر پابند سلاسل رکھا گیا ہے۔

جہاں تمام تر بربریت اور حربوں سے بھارت دنیا کے سامنے یہ تاثر قائم کرنا چاہتا ہے کہ کشمیر اب بھارت کا حصہ بن چکا ہے اور کشمیری اسے قبول کر چکے ہیں، وہیں کشمیر میڈیا سروس کے حالیہ شماریات اس مفروضے کی نفی کرتے ہیں کہ حالات اگر اس قدر ہی سازگار ہیں تو 5 اگست 2019 سے لیکر اب تک 753 بے گناہ شہری شہید،2356 باسیوں کو زخمی،18905 افراد کو غیر قانونی حراست،1104 مکانات وتنصیبات کو تباہ، 52 خواتین کو بیوہ، 128 بچوں کو یتیم اور 127 خواتین کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنانے کی نوبت کیونکر پیش آئی۔ ایکسپریس ٹریبیون کی رپورٹ کے مطابق تقریباً 3.4 ملین غیر ریاستی افراد کو ڈومیسائل کا اجرا کر کے ریاست میں مسلم آبادیاتی تناسب تبدیل کر کے خصوصی شقوں کی منسوخی پر اسرائیل کی فلسطین طرز پر کشمیر میں غیر ریاستی باشندوں کی آبادکاری کے منصوبہ سے متعلق خدشات کو بھی درست ثابت کیا ہے۔

بھارت ریاست کشمیر سے متعلق جی 20 ممالک میں یہ تاثر قائم کرنا چاہتا ہے کہ جیسے حالات گوا میں ہیں ویسے ہی ریاست میں ہیں تاہم کشمیریوں کی بے دریغ قربانیوں، طویل جدوجہد اور پاکستان کی جانب سے ترجمانی سے کشمیر کی حقیقی صورتحال پر پردہ پوشی ممکن نہیں۔ جہاں ریاست کشمیر کے اسٹیک ہولڈرز کی طویل محنت سے تحریک کشمیر توانا اور امید آزادی زندہ ہے وہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی جانب سے مزاحمتی خارجہ پالیسی کے بجائے جارحانہ پالیسی کا اجرا کیا جائے کہ جس سے بھارت کا جھوٹا بیانیہ ہر فورم پر مسلسل اور نئی جہتوں کے ساتھ اجاگر کیا جاسکے۔ حال ہی میں آرمی چیف جنرل عاصم منیر کے پالیسی بیان اور وزیر خارجہ کے دورہ بھارت میں پالیسی بیانات خوش آئند ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بھارت کی جانب سے تمام تر مظالم، اقدامات، چال بازیوں، قتل و غارت، ہٹ دھرمی اور آئینی چھیڑ چھاڑ کے بعد حقائق، کشمیریوں کی قربانیوں اور تحریک کشمیر کو دبایا نہیں جاسکتا۔ جی 20 اجلاس کے سرینگر میں انعقاد سے جز وقتی تاثر تو قائم کیا جا سکتا ہے لیکن کل وقتی طور پر اوچھے ہتھکنڈوں اور جھوٹے بیانیہ و حربوں سے کشمیر میں تحریک آزادی کا وجود نہ چھپایا جا سکتا ہے اور نہ ہی دبایا جاسکتا ہے!

☆☆☆

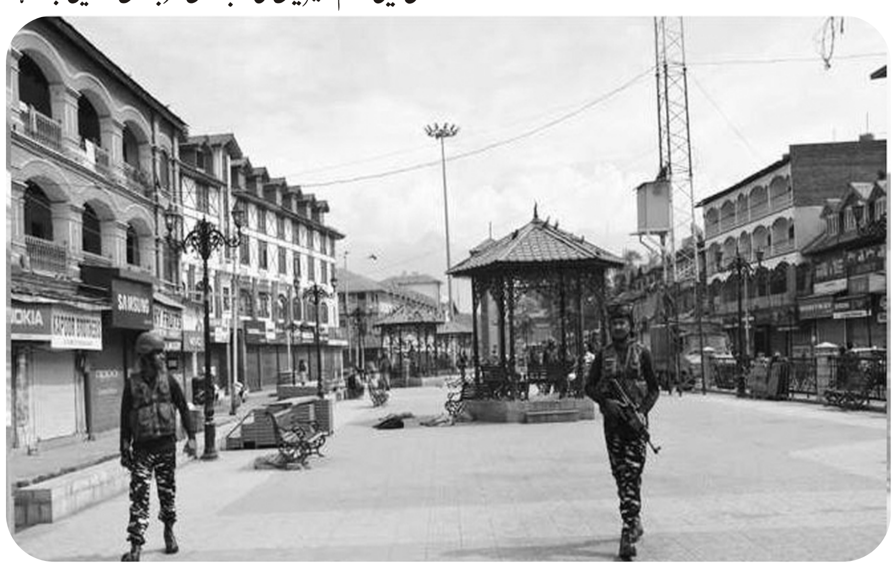

داستان حجازی

راہ حق میں ہوئے میرے حادثے کی کہانی میری زبانی

جو رُکے تو کوہ گراں تھے ہم۔۔۔۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

وسیم حجازی

منصورہ ہسپتال میں پہلے چھ مہینے میرے لئے قیامت خیز تھے۔ میرا جسم اس شدید چوٹ کے بدلے میں مجھ سے بدلہ لے رہا تھا۔اس شدید چوٹ نے نہ صرف میرے جسم کو متاثر کیا تھا بلکہ اس نے میری رواں دواں زندگی کو یکلخت روک دیا تھا،میرے چہرے کی مسکراہٹ کو مجھ سے چھین لیا تھا،میرے ارمانوں کے میناروں کو زمین بوس کر دیا تھا۔ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرا جسم مجھ سے بغاوت کر رہا ہو کیونکہ میرا جسم میرے کنٹرول میں نہ رہا تھا۔جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ یہ چھ مہینے اسی بغاوت کو دیکھنے میں گذر گئے۔اس دوران میرے جسم کا انگ انگ تکلیف سے گذر رہا تھا۔ایسے لگتا تھا جیسے رات دن میرے جسم پر کوئی کوڑے برسا رہا ہو۔ نہ دن کو سکون تھا، نہ رات کو آرام۔میری نگاہیں اللہ کے رحم وکرم کو تک رہی تھیں۔

ایک دن کمرے کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ ساتھیوں نے دروازہ کھولا تو ایک باپردہ خاتون ایک ادھیڑ عمر شخص کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ میں پہلے کچھ بھی نہ سمجھ پایا کہ آخر اس دیارِ غیر میں یہ کونسی خاتون ہیں جو میری بیمار پُرسی کیلئے تشریف لائی ہیں۔مختصراً انہوں نے جب اپنا تعارف کروایا تو میرے ذہن میں دفعتاً میرے جگری دوست شہید عمر علی کا خیال آیا۔عمر علی ابھی کچھ مہینے پہلے ہی ترہگام کپواڑہ میں شہید ہو گیا تھا۔ مجھے پچھلے سال ہی عمر علی نے اس نیک سیرت خاتون کے بارے میں بتایا تھا۔عمر علی ان دنوں اسلام آباد دفتر میں ہی تنظیمی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے۔

رفیق، شفیق اور دردِ دل رکھنے والی یہ نیک سیرت پڑھی لکھی خاتون راہِ حق کے مسافروں کی مدد کیلئے خود کو وقف کر چکی تھی۔ خاصکر صحابیات کے نقشِ قدم پر چل کر زخمی غازیوں کی مدد کرنا اُنکی اولین ترجیح تھی۔ہم انہیں فاطمہ باجی کے نام سے پکارنے لگے۔میری حالت دیکھ کر باجی نے نہ صرف مجھے حوصلہ دیا اور میری ہمت بڑھائی بلکہ میری عملی طور پر مدد کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح سے میری مدد کی۔ایک ماہ نہیں دو ماہ نہیں،ایک سال نہیں دو سال نہیں بلکہ پورے گیارہ سال تک جب تک نہ میں وطن واپس لوٹ گیا۔ وہ سرگودھا کی رہنے والی تھی لیکن اب انہوں نے لاہور میں اپنی بہن کے ہاں قیام کیا تا کہ وہ روزانہ میرے پاس ہسپتال آ سکے اور میرے معاملات کو سنبھال سکے۔

پاکستان کے انصار کس طرح مہاجرین کشمیر کی مدد و اعانت کرتے تھے اسکا مشاہدہ میں نے پاکستان میں اپنے چودہ سالہ قیام کے دوران کئی بار کیا۔ اپنے ان انصار و مددگار کو دیکھ کر انصارِ مدینہ کی یادیں تازہ ہو جاتی تھی جنہوں نے مکہ سے آئے ہوئے مہاجرین کی ہر طرح سے مدد کی تھی۔فرزندانِ پاکستان نے کشمیر سے ہجرت کرنے والے غازیوں کے رستوں پر اپنے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے۔انہوں نے ہمیں کبھی بھی اجنبیت کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ خاصکر تحریکِ اسلامی سے وابستہ افراد تو "من تو شُدم، تو من شُدی" کی عملی تفسیر بن کر سامنے آئے۔اقبال کے شہر، لاہور، میں اپنے قیام کے دوران میں نے اپنے پاکستانی محسنوں کو توقع سے بڑھ کر ہمدرد، خیر خواہ اور اپنا مددگار پایا۔جن کے ساتھ کوئی خونی رشتہ نہیں بلکہ محض ایک دینی رشتہ تھا۔

پاکستان کے انصار کس طرح مہاجرین کشمیر کی مدد و اعانت کرتے تھے اسکا مشاہدہ میں نے پاکستان میں اپنے چودہ سالہ قیام کے دوران کئی بار کیا۔ اپنے ان انصار و مددگار کو دیکھ کر انصارِ مدینہ کی یادیں تازہ ہو جاتی تھی جنہوں نے مکہ سے آئے ہوئے مہاجرین کی ہر طرح سے مدد کی تھی۔فرزندانِ پاکستان نے کشمیر سے ہجرت کرنے والے غازیوں کے رستوں پر اپنے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے۔انہوں نے ہمیں کبھی بھی اجنبیت کا احساس تک نہ ہونے دیا۔خاصکر تحریکِ اسلامی سے وابستہ افراد تو "من تو شُدم، تو من شُدی" کی عملی تفسیر بن کر سامنے آئے۔اقبال کے شہر، لاہور، میں اپنے قیام کے دوران میں نے اپنے پاکستانی محسنوں کو توقع سے بڑھ کر ہمدرد، خیر خواہ اور اپنا مددگار پایا۔جن کے ساتھ کوئی خونی رشتہ نہیں بلکہ محض ایک دینی رشتہ تھا

شدید گرمیوں میں ایک دن ایک بوڑھی اماں 8 گھنٹے کی طویل مسافت طے کر کے میری عیادت کو آئی۔ اس بوڑھی اماں نے جب میرے بارے میں سنا تو ان سے رہا نہ گیا اور گرمی اور طویل مسافت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے صرف مجھے حوصلہ دینے کیلئے میرے پاس آئی۔ پچھلے سال ہی شاکر صاحب اور میں مسئلہ کشمیر کے حوالے سے ایک تقریری دورے کے دوران

ان کے ہاں ٹھہرے تھے۔ یہ لوگ فتح پور ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ یہ ایک دیندار تحریک پسند گھرانہ تھا۔ انکا ایک بیٹا مرزا غلام قادر رُکن جماعت تھا۔ دو سال بعد مرزا غلام قادر نے اپنے 15 سالہ بیٹے احمد فاروق کو کشمیر روانہ کیا جہاں وہ کچھ ہی عرصے بعد ایک معرکے میں شہید ہوگئے۔ پھر دوسرے بیٹے کو بھی روانگی کیلئے تیار کیا کہ اسی دوران اس بیٹے کا بھی انتقال ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین

ایک دن یہ دلگُداز خبر سننے کو ملی کہ ہمارے ایک ساتھی وسیم ترُابی صاحب اس دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت کر کے حیاتِ جاودانی پا گئے ہیں۔ سننے میں آیا کہ اچانک انکو Brain Hemorrhage ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ وسیم ترابی صاحب ہمارے ہی علاقے کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ وہ ایک دیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے جنکا تعلق جماعتِ اسلامی سے تھا۔ انکے ایک چچا غلام محمد یتو صاحب 1994 میں عیدالاضحیٰ کے دن جامِ شہادت نوش کر گئے اور دوسرے چچا شہید غلام احمد یتو صاحب اگست 1995 میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائض ہوئے۔ شہید غلام احمد یتو صاحب میٹرک میں میرے ریاضی کے استاد رہ چکے تھے۔ وہ انتہائی قابل اور محنتی اُستاد تھے۔ چونکہ وہ جماعت اسلامی کے ایک سرگرم کارکن تھے اسی لئے انہیں اس "جُرم" کی پاداش میں ابدی نیند سُلا دیا گیا۔ اسطرح اس خاندان پر تین سالوں میں پیدر پے تین قیامتیں گذر گئیں۔ ایک ہی گھر کے تین جوانوں کی رحلت نے اس گھر کے افراد پر کیا قیامتیں ڈھائی ہونگی یہ بس وہی سمجھ سکتے ہیں۔

وسیم ترابی صاحب اکثر معدے کی تکلیف میں مبتلا رہتے تھے۔ انکا ایک گردہ بھی خراب ہوا تھا جسے بعد میں نکالا گیا۔ وہ شہادت کی تمنا لے کر گھر سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انکی یہ آرزو اپنے وطن سے دور ہی پوری کی۔ اپنے دونوں شہید چچاؤں کے برعکس انکی قسمت میں مظفرآباد کی مٹی میں دفن ہونا لکھا تھا جہاں وہ شاید آج بھی منتظر ہوں کہ کاش کوئی انکے گھر سے ایک بار تو آئے اور ایک دفعہ فاتحہ پڑھ کر چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور انکے دونوں چاچا جانوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور انکے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین

مسلسل ساتھی میری عیادت کو آ رہے تھے۔ ساتھ ہی میری تیمارداری کیلئے بھی ساتھی بدلتے رہتے تھے۔ جنہوں نے میرا حد سے زیادہ خیال رکھا۔ شاکر صاحب نے اس سارے معاملے کو سنبھالا۔ چونکہ ان دنوں کوئی ٹیلیفون کا رابطہ نہ تھا اس لئے شاکر صاحب کے خطوط مسلسل مجھ تک پہنچ رہے تھے جن سے مجھے کافی حوصلہ ملتا تھا۔ شاکر صاحب خود بھی کئی دفعہ منصورہ ہسپتال تشریف لائے۔ اس کیلئے علاوہ تنظیم کے اعلی ذمہ داران بھی وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہتے تھے جن میں شہید برہان الدین صاحب اور مقبول صاحب سرفہرست ہیں۔ سب لوگوں نے مجھے دلاسہ اور حوصلہ دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایسے لوگوں کے دلوں میں بے انتہا محبت ڈال دی جنکے ساتھ میرا کوئی خونی رشتہ نہ تھا بلکہ محض دینی رشتہ تھا۔

اُس سال بھی جب روزے اختتام پذیر ہوئے اور رویئت ہلال کمیٹی نے ماہ شوال کا ہلال نظر آنے کا اعلان کیا تو دوسروں کے برعکس میرے چہرے پر اُداسی تھی۔ یہ کیسا ماہِ رمضان آیا تھا میری زندگی میں جس میں نہ میں روزہ رکھ سکا، نہ تراویح پڑھ سکا، نہ کوئی شب بیداری کر سکا۔ یہ میری زندگی کی پانچویں عید تھی جو میں اپنے وطن سے سینکڑوں میل دور، اپنوں سے دور منا رہا تھا۔ مگر اب کی بار یہ عید میں ایک ہسپتال کے کمرے کی چار دیواری کے اندر بیڈ پر لیٹے لیٹے منا رہا تھا۔ میں نہا بھی نہیں سکا، میرے جسم پر کوئی نئے کپڑے بھی نہ تھے۔ عید نماز پڑھنے سے بھی محروم تھا۔ نئے پکوان بھی میرے نصیب میں نہ تھے۔ یہ میری اس نئے طرزِ زندگی کی پہلی عید تھی جب تقدیر نے مجھے "عمر بھر کی معذوری" کا تمغہ پہنایا تھا۔ یہ عید تو میری زندگی کی ایک بھیانک عید تھی۔

میرے کمزور جسم پر اللہ تعالیٰ نے پہاڑ جتنی بڑی آزمائش ڈالی تھی۔ ایسے میں میرے حوصلوں کو اگر کسی بات نے چٹان کی طرح مضبوط رکھا تو وہ یہ تھی کہ یہ آزمائش اللہ کی راہ میں تھی۔ یہ گہری چوٹ میں نے اللہ کے رستے میں کھائی تھی۔ میں نے اپنا گھر چھوڑا تھا، اپنی تعلیم اور اپنا کیریئر چھوڑا تھا، اپنا وطن چھوڑا تھا، بڑی تکلیفیں اُٹھا کر، موت سے آنکھیں لڑا کر وطن سے ہجرت کی تھی، سخت ترین مراحل سے گذر کر عسکری تربیت حاصل کی تھی۔ یہ سب کچھ ایک اعلیٰ وارفع مقصد کیلئے تھا۔ اللہ کی رضا کی خاطر اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے تھا۔ جس طرح اللہ کی راہ میں موت کی قدر و قیمت ہی الگ ہے۔ اسی طرح اللہ کی راہ میں کھائی گئی چوٹ کی قدر و قیمت ہی الگ ہے۔ اسی بات نے مجھے بیحد حوصلہ دیا۔

کیمپ میں میرا بیگ رہ گیا تھا جس میں میرے کپڑے اور دوسری کچھ ضرورت کی چیزوں کے علاوہ میرا ایک ہزار روپے بھی تھا۔ اس دیارِ غیر میں یہی میری پونجی تھی، یہی میری پراپرٹی تھی۔ جب بھی مجھے کہیں جانا ہوتا تو بس یہی ایک بیگ میرے ساتھ ہوتا تھا۔ ہمارے ہر ساتھی کے پاس بس کپڑوں کا ایک بیگ اور پہننے کیلئے ایک جوڑا جوتا ہوتا اور اپنے خرچے کیلئے چند پیسے ہوتے۔ یہ ایک بیگ کندھوں پر لئے ہم نہ جانے کہاں کہاں راہِ حق کی خاک چھانتے پھرتے کی۔ ہماری زندگی بھی کتنی سیدھی سادھی تھی۔ ہم جو اپنے رب سے اپنی جانوں کا سودا کر چکے تھے اسلئے دنیا کی تمنا ہمارے دلوں سے نکل چکی تھی۔ شہادت کی آرزو نے ہمیں دنیا کی لذتوں سے بیگانہ کر دیا تھا۔ منصورہ ہسپتال میں ایک تجربہ کار، فرض شناس اور خوش اخلاق خاتون نرس تھی جسکی عمر قریباً پچاس سال کے قریب تھی، یہ اس ہسپتال میں واحد خاتون نرس تھی۔ جب سے میں اس ہسپتال میں ایڈمٹ ہوا تھا، اس نرس نے میری دیکھ بال اور حوصلہ افزائی کے علاوہ اس مشکل صورتحال میں میری بھرپور راہنمائی کی۔ مجھے کب کیا کھانا ہے، کتنا کھانا ہے، چاہے وہ غذا ہو یا دوائی، اسی نرس نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ اس نے ہمیشہ مجھے اپنی نگرانی میں رکھا تا کہ میرے ساتھ کوئی پیچیدہ صورتحال پیش نہ آئے۔ روزانہ میرا بخار، نبض اور میرا بلڈ پریشر چیک کروانا اسی کی ذمہ داری تھا۔ میں اسکی گوناگوں صفات کی وجہ سے اس سے حددرجہ متاثر تھا۔ اسکے اندر انسانیت کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا، اسکی شفقت کو میں کبھی بھی بُھلا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر

عطا کرے۔ آمین

چونکہ میں اکثر و بیشتر بیڈ پر ہی لیٹا رہتا تھا اسلئے ڈاکٹروں کی ہدایت پر میرے ساتھی میری ٹانگوں اور میرے بازوؤں کی ورزش کرنے لگے تا کہ میری ٹانگوں اور بازوؤں کے جوڑ Lock نہ ہونے پائیں اور میرے جسم میں کچھ طاقت آجائے۔ چونکہ ہاتھوں کی انگلیاں بھی بہت کمزور ہو چکی تھیں اسلئے hand gripper منگوائے گئے جنکو میں کئی بار ہاتھوں سے دباتا رہتا۔ اس کے علاوہ chest expand بھی منگوایا گیا جسکو میں دونوں بازوؤں سے دن میں کئی بار کھینچتا رہتا۔ تربیت گاہ کی سخت جان ورزش سے لیکر اس نرم و گداز ورزش تک کا سفر قیامت خیز مرحلوں سے گذر چکا تھا۔ صرف ایک حادثے نے میرے لوہے جیسے بدن کو لمحوں میں آبگینہ بنا دیا تھا۔ وہ جو ہر روز صبح سویرے سخت ورزش کرنے کا عادی تھا، اب ذرا سی ورزش کیلئے بھی دوسروں کا محتاج بن چکا تھا۔

اُن دنوں منصورہ ہسپتال میں کئی افغانی زیر علاج تھے جن میں کچھ آٹھ دس سال کے بچے بھی تھے۔ ان سے اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھی۔ جماعتِ اسلامی پاکستان نے منصورہ ہسپتال کو 1982 میں اسی لئے قائم کیا تھا تا کہ یہاں افغان جنگ کے دوران ہونے والے زخمیوں کا مفت علاج کیا جا سکے۔ اس ہسپتال میں ہزاروں زخمی افغانیوں کا علاج کیا گیا۔ آپریشن کے چھ ماہ بعد اب وقت آ چکا تھا کہ میری ریڑھ کی ہڈی میں جو plates اور screws لگائے گئے تھے انہیں نکالا جائے.

مجھے ڈاکٹر عامر عزیز کے پاس اتفاق ہسپتال لے جایا گیا۔ اس بار مجھے اس عظیم ڈاکٹر کو دیکھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا موقعہ بھی ملا۔ اس نے ایکسرے دیکھ کر آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا. مقررہ تاریخ پر مجھے اتفاق ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں Anaesthesia دیا گیا اور میں لمحوں میں بیہوش ہو گیا۔ ڈاکٹر عامر عزیز پھر سے میری کمر کی جلد پر نشتر چلا رہا تھا۔ میری کمر سے وہ بوجھ اتار رہا تھا جسے میں چھ مہینوں سے بڑی مشکل سے برداشت کر رہا تھا۔ میری اس ریڑھ کی ہڈی نے ٹوٹنے کے بعد جڑنے میں چھ ماہ لگائے مگر افسوس اسکے بیچوں بیچ گذرنے والے spinal کارڈ کو جوڑنے کا علم دنیا کے کسی ڈاکٹر کے پاس نہ تھا۔

میری آنکھ جب کھلی تو میں نے اپنے اردگرد اپنے تیماردار ساتھیوں اور فاطمہ باجی کو پایا۔ پوری طرح ہوش میں آنے میں مجھے مزید کچھ وقت لگا۔ ساتھیوں کے مطابق اس نیم بیہوشی کے دوران میں "شہادت" سے متعلق کچھ الفاظ بڑبڑا رہا تھا۔ پوری طرح جب ہوش آیا تو میں نے اپنی کمر میں کچھ راحت سی محسوس کی ساتھیوں نے جب وہ سب چیزیں دکھائی جو پچھلے چھ مہینوں سے میری ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ چپکی ہوئی تھیں تو میرے ہوش اُڑ گئے۔ تقریباً چار انچ کے چھ بولٹ چھ نٹ بولٹ چھ انچ کی دو iron راڈ میری ریڑھ کی ہڈی میں پیوست تھے۔ ان سب کا وزن تقریباً ایک پاؤ کے قریب تھا۔ میرے جسم کا خون ان پر ابھی بھی لگا ہوا تھا۔ میں نے ساتھیوں کو کہا کہ انکو خون سمیت سنبھال کر رکھیں۔ میں نے انکو وطن واپسی تک اپنے پاس سنبھال کر رکھا۔

میری کمر پر دو زخم لگ گئے اور زخموں کے دو نشان رہ گئے۔ ایک آنکھوں کو نظر آنے والا زخم کا وہ نشان، جو ڈاکٹر کے نشتر کے نتیجے میں وجود میں آیا جو کہ اب بھی میر کمر کی جلد پر صاف نظر آتا ہے۔ دوسرا، زخم کا وہ نشان جو اللہ کے سوا کسی کو نظر نہیں آتا۔ وہ نشان میرے spinal کارڈ پر لگا نشان ہے۔ یہ وہ گہرا زخم ہے جو دنیا کی نگاہوں سے چُھپا ہوا ہے۔ یہ وہ بے رحم زخم ہے جس نے مجھ سے نہ صرف میرا آدھا جسم چھین لیا بلکہ میری زندگی کا ہر خواب، ہر ارمان مجھ سے چھین لیا۔ اس پوشیدہ زخم نے مجھے دوبارہ نہ اُٹھنے دیا، نہ چلنے دیا، نہ دوڑنے دیا۔ اس زخم نے مجھے اگر جینے بھی دیا تو وہ بھی ستا ستا کر، تڑپا تڑپا کر۔ یہ وہ انوکھا زخم ہے جو ایک بار اگر لگ جائے تو پھر کبھی بھرتا نہیں۔ اس زخم کو برداشت کرنے کیلئے بہت بڑا جگرا چاہئے۔

آپریشن سے پہلے ایک نامعلوم شخص ہسپتال میں ہمیں ملا جو TV پر اعلان سن کر کسی کیلئے O- نیگیٹو خون دینے آیا تھا۔ وہ مریض تو انہیں نہ ملا لہٰذا انہوں نے میری ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے اپنا خون دینے کا فیصلہ کیا۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین آپریشن کے بعد میں اتفاق ہسپتال میں کئی دن ایڈمٹ رہا۔ اس دوران میرے کمر کے زخم کی مرہم پٹی ہوتی رہی جس میں اب دوبارہ سے بہت سارے ٹانکے لگے تھے۔ ساتھ ہی Antibiotics بھی مجھے کھانی پڑتی. مجھے نہیں معلوم کہ میری کمر میں اس جگہ آپریشن کے دوران کتنا خون ضائع ہوا تھا۔ میرے بدن میں ویسے بھی خون بہت کم رہ گیا تھا۔ بس میں نقاہت محسوس کر رہا تھا۔ اس دوران فاطمہ باجی روز میرے لئے بازار سے chicken سوپ لایا کرتی اور مجھے اپنے ہاتھوں سے پلایا کرتی۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین خیر یہ مشکل مرحلہ بھی گذر گیا۔

انگریزی میں ایک محاورہ ہے Man Proposes God Disposes کبھی کبھار انسان زندگی میں اپنے لئے کوئی منصوبہ بنا رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کوئی اور منصوبہ بنا رہا ہوتا ہے۔ کبھی کبھار انسان اپنی متعین منزل سے صرف دو گام دور ہوتا ہے اور تقدیر آناً فاناً اسے اس منزل سے کوسوں دور لے جا کر اسکا رُخ کسی دوسری منزل کی طرف پھیر دیتی ہے۔ میرے ساتھ بھی زندگی میں کچھ ایسا ہی ہوا۔ میں جب گھر میں پڑھائی کے دوران ڈاکٹر بننے کے خواب دیکھ رہا تھا اور جب اس خواب کے پورا ہونے کا وقت تقریباً نزدیک تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرا رخ میدانِ جہاد کی طرف پھیر دیا۔ جب میں شہادت کا تاج اپنے سر پہ سجا کر اللہ کی راہ میں شہید ہونا چاہتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے بدن پر گہرے زخم کا تمغہ پہنا کر مجھے غازی بنا دیا۔

میری زندگی میں تین Turning پوائنٹس آگئے. پہلا، جب میں نے وطن سے ہجرت کی۔ دوسرا، جب میرے ساتھ حادثہ پیش آیا۔ تیسرا، جب میں وطن واپس لوٹ آیا۔ تینوں دفعہ میری زندگی میں یکلخت سب کچھ بدل گیا۔

جاری ہے

☆☆☆

مجاہدین کا بھارتی فوجی کانوائے پرگھات لگا کر حملہ، 17 بھارتی فوجی ہلاک، آفیسر سمیت ایک درجن اہلکار زخمی، کئی فوجی گاڑیاں جل کر تباہ

راجوری علاقے میں مجاہدین کی بارودی کارروائی کے دوران بھارتی فوجی گاڑی کے پرخچے اڑ گئے

وادی میں بھارتی فوج کے ہمراہ این آئی اے کے چھاپے جاری

متحدہ جہاد کونسل کے سربراہ سید صلاح الدین کے پابند سلاسل دو بیٹوں کی دو جائیدادوں سمیت درجنوں جائیدادیں ضبط

ہمایوں قیصر

17اپریل2023ء۔۔مقبوضہ کشمیر میں نئی دلی کے زیر کنٹرول اسپیشل انویسٹی گیشن یونٹ نے بارہمولہ ضلع میں دو کشمیری نوجوانوں نثار احمد اور ہلال احمد شیخ (جو پہلے ہی جاں بحق ہو چکا ہے) کے خلاف چارج شیٹ دائر کر دی گئی ہے۔

18اپریل2023ء۔۔ضلع کشتواڑ کے ٹھاکری کے علاقے میں ایک وی ڈی سی ممبر نے اپنی رائفل سے اپنی بیوی، اپنی بیٹی پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں دونوں ماں بیٹی زخمی ہوئیں اور بعد میں خود پر فائر کر کے خودکشی کی کوشش کی۔ضلع رام بن کے علاقے میں بھارتی فوج نے ایک تاجر طارق احمد کو گرفتار کر لیا اور اس سے دس لاکھ کے قریب نقدی بھی چھین لی۔کشمیری مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتے ہوئے بی جے پی حکومت نے جنوبی کشمیر کے ضلع اسلام آباد میں مرکزی عیدگاہ میں نماز عید کے اجتماع پر پابندی عائد کر دی ہے۔

19اپریل2023ء۔۔ضلع پونچھ کے علاقے میں ایک دھماکے میں ایک شخص زخمی ہو گیا۔

20اپریل2023ء۔۔ضلع پونچھ کے راجوری سیکٹر میں بھمبر گلی علاقے میں مجاہدین نے بھارتی فوج کی ایک کانوائے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک درجن بھارتی فوجی موقعہ پر ہی ہلاک ہو گئے جبکہ ایک آفیسر سمیت کئی اہلکار زخمی ہو گئے۔آگ لگنے سے بھارتی فوج کی کئی گاڑیاں جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔

21اپریل 2023ء۔۔ضلع ریاسی میں ایک نامعلوم شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے۔

22اپریل 2023ء۔۔مقبوضہ کشمیر میں نریندر مودی کی زیر قیادت ہندوتوا بھارتی حکومت نے کشمیری مسلمانوں کو سری نگر کی تاریخی جامع مسجد میں نماز عید ادا کرنے سے روک دیا۔

23اپریل2023ء۔ بھارتی فوجیوں نے پونچھ اور راجوری اضلاع میں جاری محاصرے اور تلاشی کی کارروائیوں کے دوران چالیس افراد سے زائد شہریوں کو گرفتار کر لیا۔مقبوضہ کشمیر کے باندی پورہ علاقے میں ایک نوجوان بشیر احمد چیچی ساکنہ بیہلی پورہ آلوسہ لاپتہ ہو گیا۔

24 اپریل2023ء۔۔ضلع اسلام آباد کے مرہامہ بجبہارہ علاقے میں نامعلوم افراد نے ایک شہری عاقب احمد ڈار کو گولی مار کر زخمی کر دیا۔ضلع ادھم پور سے ایک نوجوان محمد فاروق لاپتہ ہو گیا ہے۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں عیدالفطر کے موقع پر جموں خطے کے ضلع بھدرواہ میں عوام نے اسلام کا سبز ہلالی پرچم لہرایا اور تحریک آزادی کشمیر کے ساتھ کھڑے رہنے کا تجدید عہد کیا گیا۔

25اپریل2023ء۔۔بھارتی تحقیقاتی ادارے این آئی اے نے ضلع بڈگام اور سری نگر کے علاقے میں متحدہ جہاد کونسل کے سربراہ سید صلاح الدین کے پابند سلاسل دو بیٹوں سید شاہد یوسف اور سید شکیل احمد کی دو جائیدادیں ضبط کر لیں ہیں۔ضلع کولگام میں بھارتی پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس کے ایک اہلکار کی دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہو گیا ہے۔سی آر پی ایف ، بھارتی پولیس کے اسپیشل انویسٹی گیشن یونٹ نے تحریک آزادی سے وابستگی کے الزام پر پانچ بے گناہ کشمیریوں کے خلاف عدالت میں چارج شیٹ داخل کر دی ہے۔جن لوگوں کے خلاف چارج شیٹ داخل کی گئی ان میں غیر قانونی طور پر نظر بند عامر مشتاق ڈار، قابل رشید ڈار اور عاقب جمال بٹ شامل ہیں۔ضلع پلوامہ کی ایک این آئی اے عدالت نے کشمیری حریت پسندوں عاشق احمد نینگرو اور ریاض احمد ڈار کو اشتہاری قرار دیا ہے جن کے خلاف جدوجہد آزادی کشمیر میں کردار ادا کرنے پر مقدمات درج کیے گئے ہیں۔جموں خطے کے ضلع کشتواڑ میں بھارت مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں دو نوجوانوں پر بھارتی پولیس نے محمد رفیع اور غلام قادر پر پبلک سیفٹی ایکٹ لاگو کر دیا جو اس وقت کٹھوعہ کی ڈسٹرکٹ جیل میں نظر بند ہیں۔ضلع بڈگام میں بدنام زمانہ بھارتی تحقیقاتی ادارے ''این آئی اے'' نے انسانی حقوق حقوق کے معروف کشمیری علمبردار خرم پرویز کے دفتر پر چھاپہ مارا ہے۔این آئی اے کی ایک ٹیم نے بھارتی پیرا ملٹری اہلکاروں کے ہمراہ ضلع کے علاقے ڈنڈوسہ میں خرم پرویز کے دفتر کی تلاشی لی۔بھارتی فوج نے سوپور قصبے سے کم از کم ایک درجن سے زائد نوجوان گرفتار کر لیے ہیں۔نوجوانوں کو قصبے کے مختلف علاقوں میں گھر گھر چھاپوں کے دوران گرفتار کیا گیا۔مقبوضہ کشمیر میں جی ٹوئنٹی کانفرنس منعقد کرنے کے خلاف دارالحکومت مظفرآباد میں پاسبان حریت نے احتجاجی دھرنا دیا گیا۔

26اپریل2023ء۔۔بھارتی پولیس نے بارہمولہ اور پونچھ اضلاع سے دو بے گناہ نوجوانوں کو گرفتار کر لیا ہے۔بھارتی

فوجیوں نے ایک نوجوان فاروق احمد وانی کوضلع بارہمولہ کے علاقے سوپور میں ہایگام کے مقام پر ایک ناکے سے گرفتار کیا۔ضلع پونچھ میں پولیس نے ایک اورنوجوان کوگرفتار کیا ہے۔ بھارتی فورسز کے اہلکاروں نے گزشتہ ایک ہفتے کے دوران ضلع پونچھ اور راجوری میں محاصرے اور تلاشی کی کارروائیوں کے دوران 50 سے زائد افراد کو گرفتار کیا ہے۔ بھارتی بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے این آئی اے کی ایک خصوصی عدالت نے ضلع کشتواڑ میں 23 نوجوانوں کے ناقابل ضمانت گرفتاری وارنٹ جاری کر دیے۔

27 اپریل 2023ء۔۔ بھارتی پولیس کے سپیشل انویسٹی گیشن یونٹ (ایس آئی یو) نے دو بے گناہ کشمیریوں کے خلاف فرد جرم دائر کر دی ہے جبکہ وسیم راجہ لون اور محمد عمر میر نامی نوجوانوں کے خلاف ضلع بارہمولہ کی این آئی اے عدالت میں فرد جرم دائر کی۔ پولیس نے وسیم اور عمر کو نومبر 2022 میں ایک جھوٹے مقدمے میں گرفتار کیا تھا۔ پولیس نے ان کی غیر قانونی حراست کا جواز فراہم کرنے کے لیے انہیں ایک مجاہد تنظیم کا رکن قرار دیا تھا۔

29 اپریل 2023ء۔۔ضلع بارہمولہ کے خواجہ باغ علاقے میں ایک نوجوان امان ایاز خان لاپتہ ہو گیا۔ضلع پونچھ کے گلپور سیکٹر میں بھارتی فوج نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے غلطی سے سرحد پار کرنے والے والد سردار عبدالحمید اوراس کے بیٹے محمد عباس ساکنہ پولس آزاد کشمیر کو گرفتار کر لیا۔ضلع کپواڑہ کے ہندوارہ بزلپورہ علاقے میں بھارتی فوج نے ایک تلاشی مہم کے دوران ایک نوجوان خورشید احمد بٹ ساکنہ تارتھپورہ امرگڈھ کو مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ضلع راجوری میں آج ایک سڑک حادثے میں دو بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔حکام نے بتایا کہ ضلع میں ڈنگنن نالہ کے قریب فوج کی ایک گاڑی سڑک سے پھسل کر گہری کھائی میں جا گری جسکے نتیجے میں دوفوجیوں پرم ویر شرما اور سدھیر کمار کو شدید چوٹیں آئیں۔ زخمی فوجیوں کوراجوری کے فوجی ہسپتال میں منتقل کیا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔

30 اپریل 2023۔۔ضلع راجوری میں ایک شخص کو کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند کر دیا ہے۔پولیس نے وقار حسین بجران نامی شخص پر کالا قانون لاگو کر دیا ہے جو ضلع کی تحصیل تھنہ منڈی کے گاؤں بھنگائی کا رہائشی ہے۔ پولیس نے نوجوان کی غیر قانونی نظر بندی کا جواز پیش کرنے کے لئے دعویٰ کیا ہے کہ یہ شخص مجاہدین کے لئے کام کرتا تھا۔ بھارتی فوج نے پونچھ اور راجوری اضلاع میں گھروں پر چھاپوں کے دوران ایک عالم دین سمیت متعدد شہریوں کو گرفتار کر لیا۔فوجیوں نے گھروں پر چھاپوں کے دوران 200 سے زائد شہریوں کو گرفتار کیا اور پوچھ گچھ کے دوران ان پر شدید تشدد کیا، جن میں سے جموں کے علاقے بھٹنڈی سے تعلق رکھنے والا ایک شہری جاں بحق ہو گیا۔اگرچہ بھارتی فورسز نے اس واقعے پر خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور میڈیا کے ساتھ خبریں شیئر کرنے پر پابندی عائد کر رکھی ہے،لیکن معتبر ذرائع نے بتایا کہ بھارتی فوجیوں نے پولیس کے سپیشل آپریشن گروپ کے ساتھ مل کر ضلع پونچھ کے علاقے بھٹنڈی سے مولوی منظور احمد کو ایک مدرسے سے گرفتار کر لیا تھا اور بعد میں انہیں حراست کے دوران مار مار کر شہید کر دیا۔

یکم مئی 2023ء۔۔ضلع کپواڑہ کے علاقے کرناہ میں ایک خاتون پراسرار حالات میں مردہ پائی گئی۔

2 مئی 2023ء۔۔ضلع شوپیاں میں ایک بے گناہ کشمیری نوجوان کو گرفتار کر لیا۔ بھارتی فوج، پولیس اور پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس کی ایک مشترکہ ٹیم نے تنویر احمد وانی نامی نوجوان کو ضلع کے علاقے درم ڈورہ کیگام میں محاصرے اور تلاشی کی ایک کارروائی کے دوران گرفتار کیا۔ پولیس نے نوجوان کی غیر قانونی گرفتاری کو جواز فراہم کرنے کے لیے اسے ایک مجاہد تنظیم کا رکن قرار دیا۔ بھارت کے زیر قبضہ جموں وکشمیر میں بدنام زمانہ بھارتی تحقیقاتی ادارے نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی نے مختلف علاقوں میں چھاپے مار کر متعدد گھروں کی تلاشی لی۔این آئی اے کی متعدد ٹیموں نے بھارتی سینٹرل ریزرو پولیس فورس کے اہلکاروں کے ساتھ مل کر حریت رہنماؤں بشمول یاسمین راجہ اور ایک درجن سے زائد حریت پسندوں کے گھروں پر چھاپے مارے۔

03 مئی 2023۔۔ بھارتی فوج نے ریاستی دہشت گردی کی تازہ کارروائی کے دوران ضلع کپواڑہ میں دو اور بے گناہ کشمیری نوجوانوں کو شہید کر دیا ہے۔فوجیوں نے نوجوانوں کو ضلع کے علاقے مڑحل میں تلاشی اور محاصرے کی ایک کارروائی کے دوران شہید کیا۔ایک بھارتی پولیس اہلکار نے دونوں نوجوانوں کو عسکریت پسند قرار دیتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ انہیں تلاشی کی ایک کارروائی کے دوران فائرنگ کے تبادلے کے شہید کیا گیا ہے۔

3 مئی 2023۔۔ضلع بارہمولہ کے کریری کے علاقے وانی گام پٹن بالا میں ایک جعلی مقابلےمیں بھارتی فوج نے دو نوجوانوں شاکر مجید نجار اور حنان احمد کو محاصرے اور تلاشی کی کارروائی کے دوران شہید کیا۔مقامی لوگوں نے ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ شوپیاں ضلع سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو فوجیوں نے ایک فرضی مقابلے میں شہید کیا۔ضلع اسلام آباد میں بھارتی پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس کے ایک اہلکار نے خودکشی کر لی۔سی آر پی ایف اہلکار نے ضلع کے ریلوے سٹیشن پر اپنی سروس رائفل سے گولی مار کر خودکشی کی۔

4 مئی 2023۔۔ضلع کشتواڑ میں بھارتی فوج کا ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا۔اس حادثے کے نتیجے میں ایک اہلکار ہلاک اور 2 زخمی ہو گئے ہیں۔ بھارتی فوج کا ہیلی کاپٹر ضلع کے علاقے مروہ کے قریب گر کر تباہ ہوا۔ ہیلی کاپٹر میں دو پائلٹوں اور ایک ایوی ایشن ٹیکنیشن سمیت تین اہلکار سوار تھے جو شدید زخمی ہو گئے۔ بعدازاں ایوی ایشن ٹیکنیشن پبلا انیل کمانڈنگ ہسپتال اودھمپور میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہلاک ہو گیا۔

5 مئی 2023ء۔۔ضلع پلوامہ میں دو اور بے گناہ کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ بھارتی فوجیوں، پیراملٹری و پولیس اہلکاروں نے بشیر احمد اور گلزار احمد نامی نوجوانوں کو ضلع کے علاقے اونتی پورہ میں محاصرے اور تلاشی کی کارروائی کے دوران گرفتار کیا۔پولیس نے نوجوانوں کی غیر قانونی حراست کا جواز فراہم کرنے کے لیے انہیں ایک مجاہد تنظیم کا رکن قرار دیا۔ضلع راجوری ایک بارودی کارروائی کے دوران مجاہدین نے ایک

بھارتی فوجی گاڑی کو اڑادیا جس کے نتیجے میں 5 بھارتی فوجی ہلاک اور ایک افسر سمیت متعدد اہلکار زخمی ہو گئے ہیں۔ضلع پلوامہ میں ایک کشمیری نوجوان کو گرفتار کرلیا ہے۔فوجیوں نے نوجوان کو ضلع کے علاقے ترال میں تلاشی کی کارروائی کے دوران گرفتار کیا۔بی جے پی حکومت نے ضلع ریاسی کے علاقے مہور میں ایک ٹیچر محمد اشرف شیخ کا مکان گرا دیا۔ضلع راجوری میں محاصرے اور تلاشی کی کارروائی شروع کی ہے۔ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل آف پولیس جموں زون مکیش سنگھ نے دعویٰ کیا ہے کہ کنڈی کے جنگلات میں فوجی آپریشن کے دوران جھڑپ شروع ہوئی ہے۔بھارتی سینٹرل ریزرو پولیس فورس کا ایک انسپکٹر ضلع راجوری کے علاقے سندر بنی میں ایک کارروائی کے دوران پہاڑ سے گر کر ہلاک ہوگیا۔بارہمولہ اور راجوری اضلاع میں مزید دو کشمیری نوجوانوں کو جعلی مقابلوں میں شہید کر دیا۔فوجیوں نے بارہمولہ کے علاقے کنزر میں محاصرے اور تلاشی کی کارروائی کے دوران ایک نوجوان کو شہید کیا۔فوجیوں نے راجوری کے علاقے کیساری میں جاری فوجی آپریشن میں ایک اور نوجوان کو شہید کر دیا۔اس سے قبل گزشتہ روز کیساری میں ایک دھماکے میں پانچ بھارتی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے تھے۔آخری اطلاعات تک ان علاقوں میں بھارتی فوج آپریشن جاری تھا۔ان تازہ شہادتوں کے نتیجے میں گزشتہ چار دنوں میں شہید ہونے والے نوجوانوں کی تعداد چھ ہوگئی ہے۔

6 مئی2023ء۔۔ضلع پلوامہ کے علاقے میں بھارتی فوج نے ایک نوجوان اشفاق احمد وانی ساکنہ آریگام کو بارود سمیت گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

7 مئی2023ء۔۔ضلع بارہمولہ کے سوپور علاقے میں ایک کشمیری نوجوان بھارتی فوج کے ایک کیمپ پر سی سی ٹی وی کیمرے نصب کرنے کے دوران بجلی کا کرنٹ لگنے سے شدید زخمی ہوگیا۔بھارتی فوجی نوجوان کو تڑپتا چھوڑ کر فرار ہو گئے۔نوجوان کے اہلخانہ نے قابض فوجیوں کی لاپرواہی اور غفلت کے خلاف شدید احتجاج اور مجرم فوجیوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔نوجوان کی شناخت دانش خضر کے طور پر ہوئی ہے اور وہ سوپور کے علاقے بادام باغ کا رہائشی بتایا جاتا ہے۔ضلع کپواڑہ کے کرالہ پورہ علاقے میں بھارتی فوج نے تلاشی مہم کے دوران بالائی ورکر رفیق احمد خان ساکنہ درگہ مولہ کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔بھارتی فوج نے رفیق احمد خان پر الزام عائد کردیا کہ وہ حزب المجاہدین کے سات بطور بالائی ورکر کام کرتا ہے۔

8 مئی2022ء۔۔ضلع پونچھ میں ایک سڑک حادثے میں بھارتی پیراملٹری بارڈر سیکورٹی فورس کا ایک اہلکار ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔ضلع اسلام آباد کے قاضی گنڈ علاقے میں ایک ٹرک ڈرائیور تاثیر احمد ملہ ساکنہ بارہمولہ کی لاش برآمد کرلی گئی ہے۔

10 مئی2023ء۔۔بھارتی فوجیوں نے سوپور قصبے میں دو کشمیری نوجوانوں کو جدوجہد آزادی سے منسلک کر کے گرفتار کر لیا ہے۔این آئی اے نے دولت علی مغل اور اسحاق پالا کی غیر منقولہ جائیدادیں غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے کالے قانون یواے پی اے کے تحت ضلع شوپیاں کے علاقے ہرمن میں ضبط کی گئی۔جبکہ اسحاق اس وقت آگرہ سینٹرل جیل میں قید ہے۔این آئی اے کے مطابق اس مقدمے میں گرفتار کئے گئے دیگر کشمیریوں میں دانش غلام لون، سہیل احمد بٹ اور فیروز احمد لون شامل ہیں جنہیں گرفتار کر کے ان پر بھی فرد جرم عائد کر دی گئی ہے۔جبکہ دوسرے مقدمے میں این آئی اے فیاض احمد ماگرے کی غیر منقولہ جائیداد کو ضبط کیا ہے جو اس وقت ہریانہ کی ڈسٹرکٹ جیل جھجر میں قید ہے۔بھارت میں مودی کی ہندوتوا حکومت کے بڑھتے ہوئے اسلام مخالف اقدامات کے دوران غیر قانونی زیر قبضہ جموں وکشمیر میں ایک مسلمان شہری کو گائے کی خرید وفروخت کے الزام میں کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا گیا ہے۔گرفتار کئے گئے مسلمان کی شناخت یاسر حسین کے طور پر ہوئی ہے، جو تحصیل بھدروہ کے گاؤں بھانی شر کی کا رہائشی ہے۔تحریک آزادی کے رہنما غلام نبی شیخ سرینگر میں وفات پا گئے ہیں۔غلام نبی شیخ کی عمر تقریباً 80 برس تھی۔وہ آزادی پسند تنظیم محاذ آزادی کے ساتھ وابستہ تھے۔

12 مئی2023ء۔۔بھارتی ایجنسی نے سری نگر ایئر پورٹ سے ایک کشمیری نوجوان دانش احمد کو گرفتار کرلیا۔ایس آئی اے نے دعویٰ کیا کہ حراست میں لیا جانے والا نوجوان آزادی کی حامی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

13 مئی2023ء۔۔ایس آئی یو کے اہلکاروں نے ضلع راجوری کے بانہال اور رامسو کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی رہائش گاہوں پر چھاپے مارے اور مکینوں کو تحریک آزادی سے وابستگی کی پاداش میں ہراساں کیا۔انہوں نے مکینوں سے موبائل فون، لیپ ٹاپ وغیرہ بھی چھین لیے۔ضلع بارہمولہ کے اوڑی کمل کوٹ علاقے میں مجاہدین کے ساتھ فائرنگ کے تبادلے میں قابض بھارتی فوج کا ایک جونیئر کمیشنڈ آفیسر زخمی ہوگیا۔بھارتی فوج نے اس دوران ایک مجاہد کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا۔بھارتی فوج نے علاقے میں ایک ظالمانہ کارروائی کرتے ہوئے ایک خاتون پروین فاطمہ ساکنہ ہٹیاں بالا آزاد کشمیر کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔یاد رہے پروین فاطمہ غلطی سے جڑی بوٹیوں کی تلاش میں سے سرحد پار کر گئی تھی۔

14 مئی2023ء۔۔ضلع راجوری کے ترکنڈی علاقے میں بھارتی فوج نے غلطی سے سرحد پار کرنے والے آزاد کشمیر کے شہری محمد عثمان ساکنہ کوٹلی کو گرفتار کرلیا۔

15 مئی2023ء۔۔ضلع راجوری سے ایک 41 سالہ غیر کشمیری شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے۔سرینگر میں گروپ 20 کے اجلاس سے قبل بھارت کے بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے این آئی اے نے بھارتی پیراملٹری سینٹرل ریزرو پولیس فورس کے اہلکاروں کے ساتھ مل کر علاقے میں چھاپہ مار کارروائیاں تیز کردی ہیں۔ضلع شوپیاں میں ایک غیر کشمیری مزدور مردہ حالت میں پایا گیا ہے۔ضلع اسلام آباد میں بھارت کے بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے این آئی اے کی ایک عدالت میں دو بے گناہ کشمیریوں شاہین اختر اور بون ڈیلگام کے رہائشی عمر نذیر بٹ کے خلاف ایک جھوٹے مقدمے میں فرد جرم دائر کی۔جموں وکشمیر میں گورنمنٹ میڈیکل کالج جموں میں ہندوتوا غنڈوں نے طالب علم حسیب احمد ساکنہ بھدروہ سمیت کئی مسلمان طلبا پر حملہ کر کے انہیں زخمی کر دیا۔

☆☆☆